﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد23 | جمعۃ المبارک15اپریل 2016ء | 07رجب 1437 ہجری قمری ❁ 15/شہادت 1395 ہجری شمسی | شمارہ16

ہر خیر کی طلب

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا بیان کرتے تھے:

اے اللہ! ہر حال میں میری اسلام کے ساتھ حفاظت فرما، کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے بھی، اور کسی حاسد دشمن کو میرے پر خوش نہ کرنا۔ اے اللہ میں تجھ سے ہر وہ خیر مانگتا ہوں جس کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں اور میں تجھ سے ہر اس شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں جو تیرے قبضہ قدرت میں ہے۔

(مستدرک حاکم جلد 1صفحہ406حدیث نمبر 1924)

(مقربین الٰہی کی) ایک علامت یہ ہے کہ اللہ ان کے گھروں، کپڑوں، پگڑیوں، قمیصوں، چادروں، ہونٹوں، ہاتھوں اور پیٹھوں میں اور اسی طرح ان کے جملہ اعضاء بدنی میں، ان کے بچے کھچے ٹکڑوں اور اُس پانی میں جو اُن کے پینے کے بعد بچ جاتا ہے برکت رکھ دیتا ہے

’’ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کی خاطر خطرات میں گھس جاتے ہیں اور رُکتے نہیں۔ اس معاملہ میں ان کا کوئی ثانی نہیں اور وہ اس میں بالکل منفرد ہیں اور محجوب لوگوں میں سے کوئی ایک فرد بھی ان سے مشابہت نہیں رکھتا۔ خواہ وہ اس کے حریص ہوں۔ اگر ان کا پس خوردہ نہ ہوتا تو لوگ ہلاک ہو جاتے اور اگر ان کی گرمجوشی نہ ہوتی تو لوگوں کے دلوں سے اللہ کی محبت سرد پڑ جاتی اور وہ خنّاس کی طرف دوڑ پڑتے اور اللہ بالضرور عارفوں کے سلسلہ نسل کو منقطع کر دیتا اور ایمان کو اس کی بنیاد سے منہدم کر دیتا۔ پس یہ اللہ کا اپنی خَلق پر عظیم فضل ہے کہ یہ (مقربین) مبعوث کئے جاتے ہیں۔ اور یقیناً سب لوگ سنگلاخ زمین کی طرح ہیں اور یہ ان کی اصلاح کرتے ہیں اور جس نے انہیں کھو دیا وہ یتیم کی طرح ہے اور جس نے فطرت صحیحہ کو کھو دیا وہ ایسے بچے کی طرح ہے جس کی ماں نہ ہو اور جس نے ان دونوں کو کھو دیا وہ ایسے شخص کی طرح ہے جس کے ماں باپ (دونوں) مر گئے ہوں اور وہ بدبختوں میں ہے۔ پس مبارک ہو اُنہیں جنہیں سب سعادتیں دی جائیں اور وہ (ان کو) جمع کر لیتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ اس حسد سے اجتناب کرتے ہیں جو چچڑیوں سے مشابہت رکھتا ہے کیونکہ وہ اپنے ربّ کی طرف سے روح سے حصہ لیتے ہیں جس کے نتیجہ میں انہیں شرح صدر حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اعلیٰ درجات تک رفعت دیئے جاتے ہیں پس وہ پستیوں میں نہیں گرتے اور وہ پستی سے بچائے جاتے ہیں اور محفوظ کئے جاتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ اس وقت مبعوث کئے جاتے ہیں جب لوگوں کی حالت یتیموں جیسی ہو جاتی ہے اور کوئی ان کی اصلاح احوال کے لئے ان سے ہمدردی نہیں کرتا اور لوگ کفر اور فسق کی موت مر رہے ہوتے ہیں اور علماء سُوء ان لوگوں کی ہلاکت سے بے خبر رہتے ہیں اور کوئی پرواہ نہیں کرتے اور یہ سب کچھ ان کی موجودگی میں ظاہر ہوتا ہے اور اسی سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ پس جب تم یہ دیکھو کہ لوگ تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں، فسق و فجور میں مبتلا ہیں، زنا کرتے ہیں اور دینِ اسلام سے خارج ہو رہے ہیں اور باز نہیں آتے تو سمجھ لو کہ رسول کی بعثت کا وقت آ گیا اور ہدایت کو بھول جانے والے شخص کو نصیحت کرنے کا وقت آ گیا۔ پس مبارک ہو ان لوگوں کو جو (اللہ کی باتوں کو) گوش ہوش سے سنتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ جب لوگ اپنی راہیں الگ الگ کر لیتے ہیں تب وہ بھیجے جاتے ہیں اور جو اُن سے دشمنی اور کینہ رکھتے ہیں اللہ ان کا دشمن بن جاتا ہے۔ اور ان کو دھکے دیئے جاتے اور راندۂ درگاہِ الٰہی کر دیا جاتا ہے اور وہ کاٹے جاتے ہیں اور اگر وہ پھر بھی باز نہ آئیں تو ان کو بالکل نیست و نابود کر دیا جاتا ہے۔ اللہ اپنے اولیاء کے دلوں میں کشش رکھ دیتا ہے جس سے وہ لوگوں کو اپنی ذات میں سمو لیتے اور اپنی جانب کھینچ لیتے ہیں اور اگر لوگ ان کی اتباع نہ کریں تو پتھر اور ڈھیلے ان کی اتباع کریں گے اور ان کو انسان بنا دیا جائے گا، پس وہ حق کے لئے گواہی دیں گے۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جن کے اللہ کے ساتھ ایسے مضبوط تعلقات ہوتے ہیں جن میں کوئی نیزہ، بھالا، شمشیر بُرّاں اور کوئی نشانے پر بیٹھنے والا تیر رخنہ نہیں ڈال سکتا۔ ان مقربین پر فرمانبرداری کی حالت میں موت آتی ہے۔

ان کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ ہر اس چیز سے جو انہیں عیب دار کرنے والی ہو اپنے نفس کے شرف کی وجہ سے بچتے ہیں اور وہ ہر اس چیز کا جو انہیں زینت بخشے احترام کرتے ہیں اور تمام داغدار کرنے والے اعمال سے دُور رہتے ہیں۔ ان کی نشانات سے تائید کی جاتی ہے اور آسمان اور زمین ان کی گواہیوں کے لئے ایستادہ ہو جاتے ہیں اور ان کی وفات پر روتے ہیں اور اس طرح ان کی عظمت و تکریم کی جاتی ہے۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ اللہ ان کے گھروں، کپڑوں، پگڑیوں، قمیصوں، چادروں، ہونٹوں، ہاتھوں اور پیٹھوں میں اور اسی طرح ان کے جملہ اعضاء بدنی میں، ان کے بچے کھچے ٹکڑوں اور اُس پانی میں جو اُن کے پینے کے بعد بچ جاتا ہے برکت رکھ دیتا ہے اور اُن کی کمزوری کے وقت اور اُس وقت جب وہ گرے پڑے ہوں وہ اُن کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ اُن کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ ان کے ترکش سے چلایا ہوا تیر کبھی خطا نہیں ہوتا۔ فقر انہیں نہیں چُھوتا۔ خدا خود اپنے ہاتھوں سے ان کی تھیلی میں مال ڈالتا ہے اور بڑھاپے میں ان کی بھرپور جوانی کی تکریم کو بڑھا کر ان کو عزت بخشتا ہے۔ ان میں ایک زبردست کشش پیدا کر دیتا ہے اور وہ خَلقِ کثیر کو ان کے حضور میں لاتا ہے اور جب ان سے کوئی سوال کیا جائے تو وہ ان کا جواب دینے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے اور وہ ان کی مدد کرتا ہے تا وہ اس کی محبت کے ذریعے پہچانے جائیں اور تا (لوگوں کے) سینے ان کی محبت پانے کے لئے کھول دیئے جائیں۔ ان کا غضب خدا کے غضب کو بھڑکاتا ہے اور ان کا اضطراب اس کی رحمت کو جوش میں لاتا ہے۔ پس پاک ہے وہ جو اپنے ان بندوں کو رفعت عطا فرماتا ہے جو اس کی طرف تبتّل اختیار کرتے ہیں۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین مع علامات المقرّبین۔ (مع اردو ترجمہ) صفحہ 67 تا 71)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 21 دسمبر 2013ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ دونوں نکاح ہر لحاظ سے بابرکت ہوں اور دونوں نکاحوں کے دونوں فریق ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا:۔ نکاح اور شادی کا جو مقصد ہے صرف دنیاوی مقصد نہ ہو بلکہ دین پیشِ نظر ہو اور اس کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ کیونکہ اگر صرف دنیاوی مقصد پیشِ نظر رہے تو بہت سی دنیاوی لالچیں سامنے آجاتی ہیں جبکہ دین اگر پیشِ نظر ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ سامنے رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے انسان پھر بہت سے کام کرتا ہے۔ ایک دوسرے کی بہت سی کمیوں اور خامیوں کو نظر انداز کرتا ہے۔ اور یہ کمیاں اور خامیاں نظر انداز ہونا ہی اصل چیز ہے جو شادیوں کو اور رشتوں کو کامیاب بناتی ہے۔ کیونکہ کوئی انسان کامل نہیں ہے سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے۔ پس جب کاملیت ہر ایک میں نہیں ہے، کسی میں نہیں ہے تو پھر ایسی امیدیں رکھنا جو بلا وجہ مسائل پیدا کرنے والی ہوں، روزمرہ کے معاملات کو الجھانے والی ہوں، اس سے پھر رشتوں میں دراڑیں پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ کرے کہ ہر دو قائم ہونے والے رشتے یا ہر دو نکاح جن کے آج اعلان ہوں گے اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے بہترین رنگ میں اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں اور ان کی اولادیں بھی نیک اور صالح ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ ان الفاظ کے ساتھ اب مَیں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔ پہلا نکاح عزیزہ انیلہ احمد بھنو کا ہے جو واقفۂ نو ہیں اور مکرم ڈاکٹر فضل محمود بھنو صاحب کی بیٹی ہیں۔ یہ ماریشس کے رہنے والے واقفِ زندگی ہیں اور برکینا فاسو میں ہمارے ڈاکٹر ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم عبداللہ بن مسعود وقفِ نو کے ساتھ طے پایا ہے جو Lagos,Nigeria میں رہتے ہیں اور مکرم مسعود احمد پرویز صاحب کراچی کے بیٹے ہیں۔ بچی کے دادا کو اللہ تعالیٰ نے فرانسیسی میں پہلا ترجمہ قرآن کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائی۔ اس لحاظ سے ان کا باپ بھی وقفِ زندگی، خود بھی واقفۂ نو اور دادا کو بھی اللہ تعالیٰ نے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ کرے کہ بچی بھی ان نیکیوں پہ قائم رہنے والی ہو۔ اسی طرح لڑکا عزیزم عبداللہ بن مسعود جو ہے یہ Ilaro,Nigeria میں جو کالج ہے وہاں پرنسپل کے طور پر خدمت بجالا رہے ہیں۔

مکرم ناصر بھنو صاحب لڑکی کے وکیل ہیں اور مکرم حارث مہر شاہ صاحب لڑکے کے وکیل ہیں۔ اور یہ نکاح چار ہزار ڈالرحق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فریقین میں انگریزی میں ایجاب وقبول کروایا۔

پھر فرمایا: دوسرا نکاح عزیزہ عائشہ حفیظ بنت مکرم عبدالحفیظ صاحب گلشن اقبال کراچی کا ہے جو عزیزم توصیف احمد واقفِ نو ابن مکرم ریاض احمد صاحب لندن کے ساتھ بارہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

دونوں نکاحوں کے اعلان اور فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس، لندن)

جماعتِ احمدیہ برطانیہ کی تیرھویں سالانہ امن کانفرنس میں امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت

اسلام کی خوبصورت اور بے مثال تعلیم کے مطابق دنیا میں قیامِ امن کے بارہ میں بصیرت افروز خطاب

میڈیا کو چاہیے کہ اسلام کی ان پُرامن تعلیمات کو بھی دنیا کے سامنے پیش کرے جن پر دنیا کے مسلمانوں کی اکثریت عمل کرتی ہے۔

تقریب میں ممبرانِ پارلیمنٹ، وزرائے مملکت، مختلف ممالک کے سفارتکار، سرکاری عہدیداران، میئرز و دیگر معززین کی شرکت

لندن 19/مارچ 2016ء (نمائندہ الفضل انٹرنیشنل لندن): امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19/ مارچ 2016ء بروز ہفتہ مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن میں جماعت احمدیہ برطانیہ کی تیرھویں سالانہ امن کانفرنس میں شرکت کی اور صدارتی خطاب فرمایا۔ اس تقریب میں چھبیس ممالک سے تعلق رکھنے والے نَو صد سے زائد افراد نے شرکت کی جن میں سے پانچ صد کے قریب غیر احمدی و غیر مسلم مہمان شامل تھے۔

اس موقع پر حضورِ انور نے محترمہ حدیل قاسم صاحبہ (Hadeel Qassim) کو احمدیہ مسلم پرائز فار دی ایڈوانسمنٹ آف پیس (Ahmadiyya Muslim Prize for the Advancement of Peace) بھی عطا فرمایا۔ موصوفہ مشرقِ وسطیٰ کے ناگزیر حالات میں مہاجر بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے غیر معمولی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

پیس کانفرنس میں حضورِ انور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ دنیا میں دیرپا امن کے قیام کے لئے ہمیں معاشرہ کی ہر سطح پر برابری کی بنیادوں پر انصاف کو قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ میڈیا کو دنیا میں قیامِ امن کے لئے تصویر کے اچھے رخ کو بھی پیش کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں حضورِ انور نے فرمایا کہ میڈیا کو دنیا بھر میں بسنے والے مسلمانوں کی اکثریت کو بھی کوریج دینی چاہیے جو اسلام کی امن پسند تعلیمات پر کاربند ہے اور معاشرہ کا صحت مند حصہ ہے۔ جبکہ اس کے برعکس میڈیا ان مٹھی بھر لوگوں کو جو غلط طور پر اسلام کے نام پر بہیمانہ جرائم کررہے ہیں زیادہ کوریج دیتا دکھائی دیتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اسلام میں ارتداد کی کوئی سزا نہیں اور قرآنِ کریم مذہبی آزادی کا علمبردار ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ دہشتگرد تنظیموں کی سپلائی لائن کو بند کردیا جائے تو یہ بہت جلد ختم ہوجائیں گی۔ حضورِ انور نے اس تقریب کے ساتھ الگ سے ہونے والی ایک پریس کانفرنس میں فرمایا کہ برطانیہ کو یورپی یونین کا حصہ رہنا چاہیے۔

حضورِ انور نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آج کے دور میں اسلام کے نام پر دہشتگردی کرنے والوں نے لوگوں کے دلوں میں اسلام کا خوف ڈال دیا ہے۔ جبکہ اسلام سے ڈرنے والی ایسی کوئی بات نہیں، اسلام امن کا دین ہے اور جو لوگ اس پُرامن دین کے نام پر سفّاکانہ جرائم کررہے ہیں اسلام ان حرکات کی کسی بھی صورت اجازت نہیں دیتا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ قرآنِ کریم کی پہلی ہی سورت میں اللہ تعالیٰ کو 'رب العالمین' کہا گیا ہے۔ ایسا خدا جو تمام جہانوں کا رب ہے بھلا کس طرح اپنی ہی مخلوق کو قتل کرنے، یا انہیں نقصان پہنچانے کا حکم دے سکتا ہے؟ حضورِ انور نے فرمایا کہ اسلام باہم بات چیت، گفت و شنید اور افہام وتفہیم کے ساتھ معاملات کو حل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ لیکن جہاں اور کوئی چارہ نہ رہے وہاں قیامِ امن کے لئے طاقت کے استعمال سے بھی نہیں روکتا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ اسلام میں سزا کا تصور بدلہ لینے کے رنگ میں موجود ہی نہیں ہے۔ اس کے برعکس کسی جرم کی سزا دینے کا مقصد مجرم اور معاشرہ کی اصلاح اور بہتری کے سوا اور کچھ نہیں۔

حضورِ انور نے اسلام کے بارہ میں پائی جانے والی ایک بہت بڑی غلط فہمی کو دور کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام میں 'ارتداد' کی کوئی سزا نہیں۔ اس کے برعکس مذہبی آزادی کا قیام اور فروغ اسلام کے بنیادی اصولوں میں شامل ہے۔ اگر کوئی مسلمان اسلام کو چھوڑنا چاہتا ہے تو اسے اس بات کی اجازت ہے۔ کوئی حکومت، گروہ یا فرد اسے کسی بھی طرح سزا دینے کا حق نہیں رکھتا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ میڈیا کو معاشرہ میں مثبت باتوں کو فروغ دینا چاہیے۔ میڈیا آج ایک طاقتور چیز ہے، اسے اپنی قوت کا استعمال معاشرہ میں بہتری لانے کے لئے کرنا چاہیے۔ اسے دنیا کو دکھانا چاہیے کو دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کی اکثریت امن پسند ہے اور اسلام کی امن پسندانہ تعلیمات پر عملدرآمد کرنے والی ہے۔ نیز وہ مٹھی بھر لوگ جو اسلام کے نام پر دہشتگردی کررہے ہیں ان کا اسلام کی حقیقی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ ایسا کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ پبلسٹی بعض دہشتگرد تنظیموں کی بقاء کے لئے آکسیجن کا کام کرتی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ مغربی ممالک کو شام کی حکومت کے ساتھ مذاکرات کے راستے کھلے رکھنے چاہئیں تاکہ شام کے لوگوں کے حالات بہتر ہوسکیں۔ حکومتوں اور تنظیموں کو چاہیے کہ وہ کسی بھی حکومت (regime) کو گرانے کی بجائے امن کے پائیدار قیام پر زور دیں تو بہتر ہے۔ انہیں لیبیا اور عراق سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ابھی تک دہشتگرد تنظیموں کی سپلائی لائن منقطع نہیں کی جاسکی۔ وقتی فائدہ حاصل کرنے کے لئے ان کے ساتھ ہتھیاروں اور تیل کی خرید و فروخت کا سلسلہ جاری ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں کہ سب حکومتیں انسانیت سے پُرجذبات کے فروغ کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور کام کریں۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ دنیا میں انصاف کی پختہ بنیادوں پر امن کا قیام ہو جائے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب سے قبل اس تقریب میں بعض معززین نے بھی تقاریر کیں۔ ان میں محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ، Siobhain McDonagh ممبر پارلیمنٹ، Zac Goldsmith ممبر پارلیمنٹ و امیدوار میئر آف لندن (الیکشن 2016ء)، مکرم لارڈ طارق احمد بی ٹی صاحب، وزیر مملکت برائے انسداد شدّت پسندی، رائٹ آنریبل جسٹن گریننگ (Justine Greening) سیکرٹری آف اسٹیٹ برائے انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ شامل ہیں۔

معزز مقررین نے دنیا کے حالات اور قیامِ امن کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے حضورِ انور کی کاوشوں کو سراہا اور پائیدار امن کے قیام اور اس کے فروغ پر زور دیا۔

(کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ آئندہ کسی شمارہ میں پیش کی جائے گی۔)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 396

مکرم بن اسماعیلی کمال صاحب(2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم بن اسماعیلی کمال الدین صاحب آف الجیریا کے احمدیت کی طرف سفر کا کچھ احوال بیان کیا تھا۔ اس قسط میں انکے اس سفر کے باقی واقعات پیش کئے جائیں گے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

یہ چہرہ جھوٹے کا نہیں ہوسکتا!

میں مختلف دوستوں کے ساتھ بحث مباحثہ کرنے کا شوقین تھا اور ایم ٹی اے پر پیش کئے جانے والے دلائل کے ساتھ جب ان سے بحث کرتا تو ان دلائل کے سامنے مدّ مقابل کو لاجواب ہوتا دیکھ کر خوب حظّ اٹھاتا۔ چند ایام ہی گزرے تھے کہ مجھے معلوم ہوا کہ یہ چینل جماعت احمدیہ کا ہے اور اس پر پروگرام پیش کرنے والے تمام علماء کا بھی تعلق اسی جماعت سے ہے جس کا دعویٰ ہے کہ مسیح ومہدی ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں اور وہ انکے بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ یہ جان کر مجھے شدید صدمہ پہنچا۔ میں نے اپنے بعض دوستوں سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ تم احمقانہ خیالات کو نہ جانے کہاں سے لاکر ہمارے سامنے پیش کررہے ہو۔ اس صورتحال میں میں نے سوچا کہ اس چینل کو اپنے ٹی وی اور اپنی زندگی سے ہی حذف کردوں اور اپنی سابقہ زندگی کی روٹین کی طرف لوٹ جاؤں۔ لیکن میں یہ سوچنے پر مجبور تھا کہ ان لوگوں کی باقی تمام باتیں کیونکر اس قدر عقل ومنطق کے مطابق ہیں جبکہ انہی موضوعات وعقائد کے بارہ میں ہماری اور ہمارے علماء کہلانے والے حضرات کی باتیں کیوں لامعقولیت کی حدوں کو چھوتی ہیں۔ میں نے انکے باقی تمام خیالات کو تو قبول کرلیا پھر یہ کیوں قبول نہیں کرسکتا کہ یہ سچے لوگ ہیں؟ میں جب بھی سونے کے لئے لیٹتا تو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تصویر میری آنکھوں کے سامنے آجاتی۔ میرے لئے انہیں جھوٹا خیال کرنا ناممکن تھا، میں جب بھی اس بارہ میں غور کرتا میری زبان سے بے اختیار یہی الفاظ نکلتے کہ یہ چہرہ جھوٹے کا نہیں ہوسکتا۔ پھر میں ایم ٹی اے سے تعارف کے دن سے لے کر جماعت کے بارہ میں حاصل ہونے والی معلومات کے بارہ میں مجموعی طور پر غور کرتا تو اس فیصلہ پر پہنچتا کہ یہی سچی جماعت ہے اور اسی وقت پورے عزم کے ساتھ فیصلہ کرتا کہ آج سے میں احمدی ہوں۔ لیکن جب دن چڑھتا تو میرا عزم کمزور ہوجاتا۔ چند دن یہی حالت برقرار رہی جس کے بعد میں نے محسوس کیا کہ جیسے کوئی چیز مجھے احمدیت کی تصدیق کی جانب کھینچے چلی جارہی ہے۔ میں اس جماعت کا حصہ بننے کے لئے بے چین سا ہوگیا۔ اس میں وہ تمام صفات موجود تھیں جن کا میں خواب دیکھا کرتا تھا یعنی یہی کہ ایک ایسی جماعت جس کا ایک امام ہو جو اپنے عقائد واخلاق کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ ہو، اور سب سے بڑی بات یہ کہ اسے خدا نے نیکیاں قائم کرنے اور برائیوں کو دور کرنے کے لئے خود قائم کیا ہو۔

بیعت سے پہلے تبلیغ اور نتیجہ

گو میں احمدیت کی صداقت قائل ہوچکا تھا لیکن بیعت کرنے سے قبل احمدیت کے پیغام کو پیش کرکے لوگوں کے ردّعمل کو دیکھنا چاہتا تھا۔ میرا خیال تھا کہ اگر میں جماعت احمدیہ کے عقائد اور اعلیٰ مفاہیم کو یکجائی صورت میں پیش کروں تو شاید بہت سے لوگ بخوشی اسے قبول کرلیں گے۔ چنانچہ میں نے اپنے بعض کلاس فیلوز کو تبلیغ شروع کی لیکن سب نے ہی ان عقائد اور مفاہیم کو کلیۃً ردّ کرتے ہوئے اپنے آباء واجداد کے طریق پر ہی رہنے کو ترجیح دی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کوشش کو ایک پھل ضرور عطا فرمایا اور عمر نامی میرا ایک کلاس فیلو جو شروع میں تو مجھ سے بہت زیادہ بحث کرتا تھا لیکن آہستہ آہستہ احمدیت کی صداقت کا قائل ہوگیا اور میری بیعت کے بعد اس نے بھی 2012 کے اواخر میں بیعت کرلی۔

فتاویٰ تکفیر اور شرانگیز پروپیگنڈہ

ہمارے علاقے میں سلفیوں کی ایک مسجد تھی جہاں میں قبل ازیں نماز اور قرآن کریم کے دروس کے لئے جایا کرتا تھا۔ یہاں کے اکثر لوگوں کے ساتھ میرا ذاتی رابطہ تھا اور سب ہی مجھ سے پیار ومحبت اور احترام کا تعلق روا رکھتے تھے۔ میں نے انہیں بھی امام مہدی علیہ السلام کی آمد کی اطلاع دینے کا فیصلہ کیا۔ میں انکے بارہ میں اپنے حسن ظن کی بناء پر انکے قبول ہدایت کے بارہ میں خواب دیکھنے لگا تھا۔ اسی حسن ظن اور عقل ومنطق سے ہم آہنگ احمدیت کے مضبوط دلائل کی بناء پر میں سمجھتا تھا کہ چند دنوں میں اس مسجد کے تمام نمازی ہی احمدیت میں داخل ہوجائیں گے بلکہ احمدیت سے متعارف کروانے کے لئے سب میرا شکریہ ادا کریں گے۔ چنانچہ میں نے اپنی دانست میں ان میں سے سب سے بہتر شخص کو سب سے پہلے پیغام پہنچانے کا سوچا۔ لیکن ابھی میں نے چند امور کے بارہ میں ہی بات کی تھی کہ وہ شخص غصہ سے سیخ پا ہوگیا۔ وہ متشدد سلفی طرزِ فکر کے علاوہ کسی اور مکتب فکر کی بات بھی نہ سننا چاہتا تھا۔ احمدیت کے بارہ میں محض چند باتیں سننے کے بعد ہی اس کے چہرے کی مسکراہٹ جاتی رہی اور اس کی جگہ شرپسندی سے معمور تیوریاں نمودار ہونے لگیں پھر اس نے مجھ پر اتہامات کی بوچھاڑ کرتے ہوئے کہا کہ تم نے دین کی تحریف کا ارتکاب کیا ہے، تم بغیر علم کے دینی معاملات میں دخل اندازی کے مرتکب ہوئے ہو، بلکہ تم کافروں کے راستے کی پیروی کررہے ہو۔ اس کے ان سب فتاویٰ کا موجب میرا یہ قول تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن کریم کی رو سے وفات پاچکے ہیں، نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں جو مشہور ہے کہ آپ پر بعض یہود نے جادو کردیا تھا یہ غلط ہے۔ فرض کریں کہ اگر میں غلطی پر بھی تھا تب بھی میں نے کوئی ایسا جرم نہیں کیا تھا جس کی سزا کے طور پر میرے خلاف ایسے نفرت انگیز فتاویٰ تکفیر جاری کئے جاتے جن کو سن کر میں سوچنے لگا کہ اگر یہ شخص میری ساری بات یعنی حضرت امام مہدی ومسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی دعوت بھی سن لیتا تو شاید مجھے جان سے ہی مار دیتا۔ بہرحال میرے بات سننے کے اصرار پر اس نے کہا کہ میں تمہاری بعض اہل علم حضرات کے ساتھ میٹنگ کرواتا ہوں تا تمہارے ذہن میں پیدا ہونے والے تمام شبہات کا جواب دیا جاسکے۔ چنانچہ میری اس کے ساتھ بھی بات ہوئی اور اسکے اہل علم حضرات کے ساتھ بھی بحث چلتی رہی۔ ان کے سنے سنائے باطلانہ اتہامات کے بالمقابل جب میری طرف سے صدق دل سے احمدیت کی صداقت پر ایمان کا موقف سامنے آیا تو انہوں نے یک زبان ہوکر میرے کفر کا اعلان کرتے ہوئے یہ بھی کہہ دیا کہ اس کو سلام کرنا یا اسکے سلام کا جواب دینا بھی حرام ہے۔ اس کے بعد میرے خلاف بھانت بھانت کی باتیں ہونے لگیں۔ کوئی کہتا کہ یہ نیا ہندی دین لے آیا ہے، کوئی کہتا کہ یہ شیعوں میں جاملا ہے، اور کوئی کہتا کہ یہ عیسائی ہوگیا ہے۔ پھر بعض نے یہ کہہ کر دل کی بھڑاس نکالی کہ اس پر جنّوں کا سایہ ہوگیا ہے، بعض نے کہا کہ بیچارہ پیسوں کے لالچ میں آکر دین تباہ کربیٹھا، اور بعض نے کہا کہ یہ اتنا بے وقوف اور احمق ہے کہ شیطان بھی اس پر ہنستا ہوگا۔

یاد رہے کہ یہ سب کچھ بیعت سے پہلے ہی ہوگیا۔

بیعت میں تاخیر اور اسکی وجہ

میرے خلاف مذکورہ بالا فتوی کے جاری ہونے کے ایام کی ہی بات ہے کہ میں جب پروگرام الحوار المباشر دیکھتا تو میرے والد صاحب بھی اکثر میرے ساتھ آبیٹھتے۔ میں تو دل سے احمدی تھا اس لئے میں اپنے والد صاحب کی رائے جاننے کے لئے اکثر پروگرام اور شرکائے پروگرام کے موقف کی بہت تعریف کرتا۔ والد صاحب کو بھی احمدیت کی بہت سے تفاسیر وتشریحات اچھی لگتی تھیں لیکن وہ اس جماعت کی صداقت کے بارہ میں تحقیق جیسے امور سے کوسوں دور تھے بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ اسکے بارہ میں انہیں کوئی دلچسپی ہی نہ تھی۔

جب والد صاحب نے دیکھا کہ میں نمازوں کے وقت اور خصوصًا جمعہ کے روز بہانہ کرکے کہیں چلا جاتا ہوں تو مجھ سے اس بارہ میں پوچھ گچھ شروع کردی۔ میں ابھی سابقہ آلائشوں سے چھٹکارا حاصل نہ کرسکا تھا اس لئے انکے سوالوں کے جواب میں سچ کو ملحوظ نہ رکھ سکا اور شاید اسی سبب سے میری بیعت بھی لیٹ ہوئی نیز میں اپنے اہل خانہ پر بھی کوئی نیک تاثیر نہ ڈال سکا۔

مخالفین کا دباؤ اور میری گھربدری کا حکم

اسی عرصہ میں گھر سے باہر مسجد کے متشدد نمازیوں سے مایوس ہوکر میں نے کچھ دور رہنے والے دو اور اشخاص کو تبلیغ کی تو وہ احمدیت کی صداقت کے قائل ہوگئے۔ تاہم انکی بیعت سے پہلے ہی انکے احمدی ہونے کی خبر مسجد کے سلفی متشددین تک جاپہنچی جس پر وہ تلملا اٹھے اور انہوں نے جاکر میرے والد صاحب سے کہا کہ تمہارا بیٹا خود بھی گمراہ ہوگیا ہے اور اب دوسروں کو بھی گمراہ کررہا ہے۔ نیز انہوں نے والد صاحب کو دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ اگر تمہارا بیٹا باز نہ آیا تو ہم اسے پولیس کے حوالے کردیں گے اور پھر تم اسکی شکل بھی نہ دیکھ سکو گے۔

یہ صورتحال میرے والد صاحب کے لئے نہایت خوفناک تھی۔ جس کے زیر اثر آنے کی وجہ سے انہوں نے مجھ پر مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے دباؤ ڈالنا شروع کردیا۔ میری طبیعت میں ایسے لوگوں کے پیچھے نماز ادا کرنے کے بارہ میں شدید انقباض پیدا ہوچکا تھا لہٰذا میں نے والد صاحب کی بات پر عمل نہ کیا۔ والد صاحب نے کہا کہ اگر تم اہل محلّہ کے ساتھ جاکر انکی مسجد میں انکے پیچھے نماز نہیں ادا کروگے تو میں تمہاری ماں کو طلاق دے دوں گا۔ بے زبان ماں کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر میرا عزم ٹوٹ جاتا اور میں والد صاحب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے خود کو یہی کہتا کہ اے کمال الدین! کیا تمہارا یہی انجام ہوگا کہ اب باقی کی تمام زندگی اسی طرح منافقانہ طریق پر گزاردوگے؟ اگر خدا موجود ہے اور اسکی رضا کے حصول کی خاطر ہی تم احمدیت میں شامل ہونا چاہتے ہو تو پھر اس پر توکل کرو اور دیگر امور کی پرواہ نہ کرو، اللہ تعالیٰ خود ہی ان مشکل حالات کو بدل دے گا۔

میرے والد صاحب میرے خلاف ’’کفر‘‘ کے دلائل جمع کرنے کے لئے باقاعدگی سے میرا کمرہ چیک کرتے، اور ایک روز انہیں میرے کمرے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی کتاب ’’منہاج الطالبین‘‘ مل گئی جسے پڑھے اور دیکھے بغیر انہوں نے مجھے مجرم قرار دے گھربدری کا پروانہ جاری کردیا۔ چونکہ والد صاحب کی ڈیوٹی رات کی ہوتی تھی اس لئے وہ جاتے ہوئے والدہ صاحبہ کو میرے بارہ میں کہہ گئے کہ اگر تم نے اسے گھر میں داخل ہونے دیا تو تمہارا اور میرا رشتہ ختم ہوجائے گا۔

ایسے حالات میں میں گھر سے نکلا، اس وقت مجھے کچھ سجھائی نہ دے رہا تھا کہ کیا کروں اور کہاں جاؤں لیکن مجھے اتنا اندازہ تھا کہ یہ میری زندگی کا اہم موڑ ہے اور مجھے ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

بیعت، گھر واپسی اور تبدیلی

مجھے قریبی علاقے کے دو احمدی برادران نے پناہ دی۔ میں نے اس موقع پر پہلا کام یہ کیا کہ بیعت فارم پر کرکے ارسال کردیا یہ 2012 کے وسط کی بات ہے۔ پھر مذکورہ بالا دونوں احمدی برادران کے ذریعہ ہی میرا دیگر احمدی احباب کے ساتھ بھی اچھا تعلق قائم ہوگیا، میرا خدا پر ایمان اور توکل بھی بڑھا اور اسکی قربت کا احساس بھی ہونے لگا۔

اس عرصہ میں والدہ صاحبہ سے میرا رابطہ رہا، انکی آہ وبکا اور واپس آنے کا اصرار مجھے رُلاتا تھا لیکن میں ایسا کرنے سے قاصر تھا۔ چنانچہ میں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ساری صورتحال تحریر کرکے دعا کی درخواست کی۔ حضور انور کی دعا کی برکت یوں ظاہر ہوئی کہ دو ماہ کی گھربدری کے بعد میرے والد صاحب نے مجھے گھر واپس آنے کی اجازت دے دی۔ میں واپس آیا تو اب والد صاحب بھی قدرے بدل چکے تھے۔ گو اب وہ سلفیوں کے پیچھے نماز پڑھنے پر تو اصرار نہ کرتے تھے لیکن میرے احمدیوں کی طرف جانے اور وہاں نماز ادا کرنے کے بھی مخالف تھے۔ گویا احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھنا اور ان سے میل جول رکھنا انکے نزدیک ملحد اور بے دین ہونے سے بھی برا تھا، چنانچہ وہ اکثر والدہ صاحبہ کے ذریعہ مجھے دھمکیاں وغیرہ بھی دیتے رہتے تھے۔ لیکن اب میں بھی بدل گیا تھا۔ میں نے انکی ایسی باتوں اور دھمکیوں کی کوئی پرواہ نہ کی تا آنکہ اب چار سالوں کے بعد وہ سمجھ چکے ہیں کہ میں اپنے موقف سے ہٹنے والا نہیں ہوں اس لئے انہوں نے میری مخالفت چھوڑ دی ہے۔

اگرچہ میری بیعت اتنی پرانی نہیں ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ شرف عنایت فرمایا ہے کہ میں اپنے علاقے میں پہلا احمدی تھا۔ کہاں مخالفین مجھے بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے اور اب یہ حال ہے کہ ہمارے علاقے میں جابجا احمدی پائے جاتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کے زمین کے کناروں تک پہنچنے کی ایک جھلک پیش کررہے ہیں۔

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ ماریشس کے قیام پر سوسال

اور 54ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب اور بابرکت انعقاد

قادیان اور پاکستان اور متعدد ممالک سے نمائندگان اور مبلغین کرام کی شرکت۔ دونائب وزیر اعظم، 6 منسٹرز، تین شہروں کے میئر اور دوسری متعدد مذہبی اور سماجی شخصیات کی جلسہ میں شرکت۔ علمی و تربیتی موضوعات پر تقاریر۔

(مرتبہ: بشارت نوید۔ مبلغ سلسلہ ماریشس)

الحمدللہ سال 2015ء میں جماعت احمدیہ ماریشس کے قیام پر سوسال مکمل ہوئے ہیں اور اس دوران اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے نصف صدی سے زائد عرصہ سے جماعت ماریشس کو باقاعدگی سے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی توفیق مل رہی ہے اور امسال 54ویں جلسہ سالانہ کا انعقاد کیا گیا۔ چونکہ جماعت ماریشس اپنی پہلی صدی مکمل کرتے ہوئے دوسری صدی میں داخل ہو رہی تھی اس لئے یہ جلسہ تاریخی لحاظ سے خاص اہمیت کا حامل تھا اور اس کے انعقاد کے لئے خصوصی تیاریاں کی گئی تھیں۔

مرکزی نمائندگان

اس تاریخی اور یادگار جلسہ میں شرکت کے لئے حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہِ شفقت جن مرکزی نمائندگان کی منظوری عطا فرمائی اور اُنہیں اس جلسہ میں شرکت کی توفیق ملی اُن کے نام اس طرح ہیں: 1۔ مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ بطور مہمان خصوصی ونمائندہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ 2۔ مکرم ومحترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک

طعام کا انتظام کیا گیا تھا۔

مہمانانِ کرام کی آمد

جلسہ سالانہ سے چند روز قبل دُنیا بھر سے شرکت کے لئے احمدی احباب اور مرکزی نمائندگان کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اس طرح کل 19 ممالک سے 129 مہمان اس جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ مہمانِ خصوصی مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب اور مکرم ومحترم چوہدری حمید اللہ صاحب جلسہ سے دو روز قبل

1915ء میں باوجود انتہائی مشکل حالات اور مالی کمزوری کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُولوالعزم بیٹے حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ کو ماریشس بھجوا کر باقاعدہ طور پر اس جزیرہ پر مشن کا آغاز کیا۔ صوفی صاحب نے روز ہل میں کرایہ پر چھوٹا سا مکان لیا اور اس میں مشن کا آغاز کیا جہاں 10 سے 30 تک افراد نے الگ نماز پڑھنی شروع کی۔ پہلی مرتبہ اس جزیرہ پر احمدیوں نے الگ نماز عید پڑھی۔ اُس وقت جماعت کے پاس ایک مربع میٹر جگہ بھی اپنی ملکیت نہیں تھی لیکن آج اللہ کے فضل سے ماریشس میں جماعت کے پاس اربوں روپے مالیت کی نہ صرف زمین بلکہ 15 خوبصورت مساجد کا قیام بھی عمل میں آچکا ہے۔ اسی طرح ماریشس کے دوسرے جزیرہ روڈرگز میں بھی 2 مساجد اور مشن ہاؤس تعمیر ہو چکے ہیں۔ قریبی ممالک میں بھی جماعت ماریشس مساجد اور مشن ہاؤس تعمیر کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ جماعت کے مخلصین اللہ کے فضل سے 50 ملین ماریشن روپے سے بھی زائد سالانہ مختلف چندہ جات ادا کرنے کی توفیق پا رہے ہیں۔ اور آج اللہ کے فضل سے ملک کے سب سے اچھے اور مہنگے ترین ہال میں جلسہ کے انعقاد کی توفیق پا رہے ہیں جہاں دُنیا بھر سے احمدی اس میں شرکت کے لئے تشریف لا رہے تھے۔ یہ سب دیکھ کر یقیناً دل اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر سے بھر جاتا ہے۔

جدید مہمان خصوصی ونمائندہ تحریک جدید۔ 3۔ مکرم شیراز احمد صاحب نائب ناظر اعلیٰ و ناظر تعلیم قادیان (نمائندہ قادیان)۔ 4۔ مکرم شریف عودہ صاحب امیر جماعت کبابیر (نمائندہ عرب ممالک)۔ 5۔ مکرم محمد بن صالح صاحب امیر جماعت غانا (نمائندہ براعظم افریقہ)۔ 6۔ مکرم عبد الباسط شاہد صاحب امیر جماعت انڈونیشیا (نمائندہ جزائر)۔ 7۔ مولانا ابراہیم نونن صاحب مشنری انچارج آئرلینڈ (نمائندہ یورپ)۔ 8۔ مولانا اظہر حنیف صاحب مبلغ سلسلہ (نمائندہ براعظم امریکہ)۔ 9۔ مولانا صدیق منور صاحب مبلغ سلسلہ فرنچ گیانا (نمائندہ سابق مبلغین ماریشس)۔

جلسہ گاہ

جماعت احمدیہ ماریشس کے سو سالہ قیام پر اس تاریخی جلسہ میں کثرت سے پوری دُنیا سے احمدی احباب کی شرکت اور جلسہ کے یادگار انعقاد کے لئے امسال پہلی مرتبہ ماریشس کے سب سے بڑے اور جدید سہولتوں سے آراستہ S.V.I.C.C انٹرنیشنل کانفرنس سنٹر کو تین دن کے لئے کرایہ پر حاصل کیا گیا تھا۔ مکرم شمس وارث علی صاحب نے افسر جلسہ سالانہ کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے تمام ناظمین اور کارکنان جلسہ کے ساتھ میٹنگ کی اور بھرپور جوش اور ولولہ کے ساتھ کام کا آغاز کیا۔ جلسہ میں شرکت کے لئے دعوت نامے، رجسٹریشن کارڈ اور جلسہ سالانہ کا پروگرام شائع کیا۔ جلسہ گاہ کی تیاری اور مہمانوں کے قیام و

مورخہ 10 نومبر کو شام پانچ بجے جب ماریشس تشریف لائے تو امیر جماعت ماریشس مکرم موسیٰ تیجو صاحب اور خاکسار بشارت نوید مبلغ انچارج ماریشس نے ایئر پورٹ کے VIP Lounge میں مہمانانِ کرام کا استقبال کیا جہاں سے آپ رہائشگاہ تشریف لے گئے اور جب نماز مغرب وعشاء کے لئے جماعت کی مرکزی مسجد دارالسلام واقع روز ہل میں تشریف لائے تو احمدی احباب کی ایک

بڑی تعداد نے معزز مہمانوں کا نعرہ ہائے تکبیر سے استقبال کیا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد مکرم امیر صاحب ماریشس نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا جس کے بعد مہمانان کرام نے بھی مختصر خطاب فرمایا۔

معائنہ انتظامات جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ سے ایک روز قبل مورخہ 12 نومبر بروز جمعرات شام 5 بجے مکرم ومحترم مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ اور مکرم ومحترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے بغرضِ معائنہ جلسہ گاہ جاتے ہوئے راستے میں مسجد نور پائی کا وزٹ کیا جس کے بعد آپ قبرستان تشریف لے گئے جہاں آپ نے حضرت حافظ عبید اللہ رضی اللہ عنہ شہید مبلغ سلسلہ کی قبر پر دعا کی جس کے بعد آپ جلسہ گاہ S.V.I.C.C انٹرنیشنل کانفرنس سنٹر تشریف لائے جہاں آپ نے جلسہ سالانہ ربوہ، قادیان اور لندن کی روایات کے مطابق جلسہ گاہ اور تمام انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ مختلف اسٹالز جس میں اشاعت، وصیت، ہیومینٹی فرسٹ اور کھانے پینے کے اسٹالز شامل تھے کا معائنہ کرنے کے بعد مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہ کا تفصیلی جائزہ لیا۔ اسی طرح کھانا پکانے کے انتظامات کو بھی دیکھا۔ آخر پر ایک تقریب میں تلاوت اور نظم کے بعد کارکنانِ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مکرم ومحترم مرزا خورشید احمد صاحب نے جلسہ سالانہ کی اہمیت اور کارکنان کو اُن کی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے خدمت کے دوران عبادت اور نمازوں کی حفاظت کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ اس کے بعد مکرم و محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے بھی جلسہ سالانہ کے انعقاد کی مناسبت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چار الہامات وَسِّعْ مَکَانَکَ ، یَاتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ، وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاس اور ’’بھوکوں کو کھانا کھلا‘‘ کا ذکر کرتے ہوئے کارکنان جلسہ کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ نماز مغرب وعشاء اور اس مختصر تقریب کے بعد مہمانان خصوصی نے کارکنان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا۔

پہلا روز

13 نومبر بروز جمعہ ایک بجے بعد دوپہر مکرم امیر صاحب ماریشس نے نماز جمعہ پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں آپ نے ان ایّام میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے اور اُن تمام وفات یافتہ احمدیوں اور مبلغین کو جنہوں نے احمدیت کی اشاعت کے لئے قربانیاں کیں دعاؤں میں خاص طور پر یاد رکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت ماریشس کو گزشتہ 25 سال سے خلیفۃ المسیح کے ہر خطبہ کا کریول میں ترجمہ کرنے اور اگلے آنے والے جمعہ میں تمام مساجد میں بطور خطبہ پڑھنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اس کے بعد امیر صاحب نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے گزشتہ خطبہ 6 نومبر کا خلاصہ پیش کیا جس میں حضورِ انور

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

23 مارچ کا دن جماعت احمدیہ میں بڑا اہم دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے جو اُمّتِ محمدیہ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دَور کا آغاز ہوا۔

اس دن کی مناسبت سے جماعت میں یوم مسیح موعود کے جلسے ہوتے ہیں اور ہوئے جن میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد اور آپ کی جماعت کے قیام اور اس دن کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی وہاں افراد جماعت نے شکر بھی ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مانتے ہوئے آنے والے مسیح موعود کو اور مہدی معہود کو ماننے اور اسے سلام پہنچانے کی توفیق بخشی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے آپ کی بعثت کی اغراض کا تذکرہ اور اس حوالہ سے احباب جماعت کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دینے کی تاکید

23 مارچ کے روز ایک دوسرے کو اگر تو اس نیت سے مبارکبادیں دی تھیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا اور اس بات کا شکر اور مبارکباد تھی کہ آپ کے ماننے سے ہم ان ہدایت یافتہ مسلمانوں میں شامل ہوگئے جو دین کے مددگار اور اس کی خوبیوں کو دنیا میں پھیلانے والے ہیں تو یقیناً یہ مبارکبادیں دینا ان مبارکباد دینے والوں کا حق تھا۔ اس میں کوئی حرج نہیں اور اس میں کوئی بدعت بھی نہیں۔

خلافت کے قدموں سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں، جو بھی کرے گا وہ پھسل جائے گا۔
اپنی ذوقی بات کو افراد جماعت پر ٹھونسنے یا لاگو کرنے کی کوشش نہ کریں۔

مکرمہ محمودہ سعدی صاحبہ اہلیہ مکرم مصلح الدین سعدی صاحب (مرحوم) اور مکرم نورالدین چراغ صاحب ابن مکرم چراغ دین صاحب (مرحوم) کی نماز جنازہ حاضر
اور مکرمہ سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالباری صاحب تعلقدار کی نماز جنازہ غائب۔ اور مرحومین کا ذکرِ خیر

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 25 مارچ 2016ء بمطابق 25 امان 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

دو دن پہلے 23 مارچ تھی۔ یہ دن جماعت احمدیہ میں بڑا اہم دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے جو امت محمدیہ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دَور کا آغاز ہوا۔ یا کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو اُس دن مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کے اعلان کی اجازت دی جنہوں نے جہاں خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے براہین و دلائل پیش کرنے تھے وہاں دین اسلام کی برتری تمام ادیان پر کامل اور مکمل دین ثابت کرتے ہوئے ثابت کرنی تھی اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے دلوں کو بھرنا تھا۔

پس آج ہم وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا کہ اس دن کی اہمیت ہے، جماعت میں اس دن کی اہمیت کے مدّنظر یوم مسیح موعود کے جلسے بھی ہوتے ہیں اور آج سے دو دن پہلے بھی بہت سے جلسے ہوئے جن میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد اور آپ کی جماعت کے قیام اور اس دن کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی وہاں افرادِ جماعت نے شکر بھی ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مانتے ہوئے آنے والے مسیح موعود کو اور مہدی معہود کو ماننے اور اسے سلام پہنچانے کی توفیق بخشی۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا جہاں خوشی اور شکر کا مقام ہے وہاں ہماری ذمہ داریاں بھی بڑھاتا ہے۔ پس ہمیں ان ذمہ داریوں کی پہچان اور ان کی ادائیگیوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ہماری ذمہ داریاں ان کاموں کو آگے چلانا ہے جن کی ادائیگی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ تبھی ہم ان لوگوں میں شمار ہو سکتے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر نئی زمین اور نیا آسمان بنانے والوں میں شامل ہونا تھا۔ پس ان ذمہ داریوں کو سمجھنے کے لئے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہی دیکھنا ہوگا کہ آپ کی بعثت کے مقاصد کیا تھے اور ہم نے ان کو کس حد تک سمجھا ہے اور اپنے پر لاگو کیا ہے۔ اور ان کو آگے پھیلانے میں اپنا کردار ادا کیا ہے یا کردار ادا کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہوگئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور“ دوسری بات کہ ”سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور“۔ پھر یہ کہ ”دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہوگئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ چوتھی بات یہ“ اور روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں اور“۔ پھر یہ کہ ”خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ، نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک شرک کی آمیزش سے خالی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوّت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے“۔

پس اس اقتباس میں سات بنیادی اور اہم باتیں بیان کی گئی ہیں جو اس زمانے کی ضرورت ہے جس

کا خلاصۃً اس اقتباس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے۔ اور جب آپ نے یہ فرمایا کہ اس کام کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہی ہے کہ آپ کے ماننے والے ان باتوں کو اپنے اندر پیدا کر کے اسلام کی خوبصورتی اور زندہ مذہب ہونے کو دنیا کو دکھائیں۔ پس ہمارا پہلا فرض اور سب سے بڑا فرض جو ہمارا بنتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھیں اور اسے مضبوط کریں۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کے دین سے تعلق اور محبت اور اخلاص میں بڑھیں۔ دنیا کو بتائیں کہ مسیح موعود کی آمد کے ساتھ مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ یہ ایک مقصد ہے۔ اور اب دنیا کو امّت واحدہ بنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ غلامِ صادق ہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کے لباس میں بھیجا۔ آپ کے مشن کے مطابق اسلام کی خوبصورت تعلیم اور اس کی سچائی ہم نے دنیا پر واضح کرنی ہے اور اس کے لئے ہمیں اپنے عملوں کو بھی نمونہ بنانا ہوگا۔ روحانیت میں بڑھنے کے نمونے بھی ہمیں قائم کرنے ہوں گے۔ اپنی نفسانی خواہشات کو دور کرنا ہوگا۔ دنیا کو دکھانا ہوگا کہ وہ خدا آج بھی اُسی طرح دعاؤں کو سنتا ہے اور اپنے خالص بندوں کو، اپنے فرستادوں کو جواب بھی دیتا ہے جس طرح پہلے دیتا تھا۔ اپنے خالص بندوں کے دلوں کی تسلی کے سامان بھی کرتا ہے۔ دنیا کو ہم نے بتانا ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد و یگانہ ہے۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے، ختم ہونے والی ہے۔ صرف اُسی کی ذات ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ پس ہماری بقا اس واحد و یگانہ اور ہمیشہ رہنے والے خدا سے جڑنے میں ہی ہے۔

جب 23/مارچ کو ہم یوم مسیح موعود مناتے ہیں تو ہمیں ان باتوں کے جائزے بھی لینے چاہئیں کہ یہ باتیں حضرت مسیح موعود دنیا میں پیدا کرنے آئے تھے اور ہم جو آپ کے ماننے والے ہیں کیا ہم میں یہ باتیں پیدا ہو گئی ہیں یا کیا ہم اس انقلاب کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پھر اور بہت سی جگہوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بعثت کے مقصد اور غرض کی کچھ تفصیل بھی بیان فرمائی ہے۔ آپ علیہ السلام کے بعض اقتباسات مَیں پیش کرتا ہوں۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ ’’یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچاوے کہ تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دار النجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 132۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ایک موقع پر آپ نے فرمایا:

’’اس بات کو بھی دل سے سنو کہ میرے مبعوث ہونے کی علّت غائی کیا ہے۔ (غرض کیا ہے؟ بنیادی مقصد کیا ہے؟) میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہوگی۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک وہ سخت گمراہ اور بے دین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں آ سکتی۔ قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات اور فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہو گیا۔ وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں اور انہیں فیوضات اور برکات کے ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ اسلام کی جو حالت اِس وقت ہے وہ پوشیدہ نہیں۔ بالاتفاق مان لیا گیا ہے کہ ہر قسم کی کمزوریوں اور تنزل کا نشانہ مسلمان ہو رہے ہیں ہر پہلو سے وہ گر رہے ہیں۔ ان کی زبان ساتھ ہے تو دل نہیں ہے اور اسلام یتیم ہو گیا ہے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس کی حمایت اور سرپرستی کروں اور اپنے وعدہ کے موافق بھیجا ہے۔ کیونکہ اس نے فرمایا تھا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ (الحجر: 10)۔‘‘ (یعنی ہم نے ہی یہ ذکر اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ یعنی قرآن کریم کی تعلیم کو پھیلانے اور اس کی حفاظت کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنی ذمہ داری لی ہے اور اسی مقصد کے لئے مسیح موعود کو بھیجا ہے۔)

آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اگر اس وقت حمایت اور نصرت اور حفاظت نہ کی جاتی تو وہ اَور کون سا وقت آئے گا؟ اب اس چودھویں صدی میں وہی حالت ہو رہی ہے جو بدر کے موقعہ پر ہو گئی تھی۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ (آل عمران: 124)۔‘‘ (یعنی اور بدر کی جنگ میں جب کہ تم حقیر تھے اللہ یقیناً تمہیں مدد دے چکا ہے۔) فرمایا کہ ’’اس آیت میں بھی دراصل ایک پیشگوئی مرکوز تھی۔ یعنی جب چودھویں صدی میں اسلام ضعیف اور ناتواں ہو جائے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اس وعدۂ حفاظت کے موافق اس کی نصرت کرے گا۔ پھر تم کیوں تعجب کرتے ہو کہ اس نے اسلام کی نصرت کی؟ مجھے اِس بات کا افسوس نہیں کہ میرا نام دجّال اور کذاب رکھا جاتا ہے اور مجھ پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ یہ ضرور تھا کہ میرے ساتھ وہی سلوک ہوتا جو مجھ سے پہلے فرستادوں کے ساتھ ہوا تا میں بھی اس قدیمی سنت سے حصہ پاتا‘‘۔ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 246-245۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ایک موقع پر بعثت مسیح موعود کے مقاصد بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے۔ اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے۔ دنیا اس کو بالکل بھول جاوے۔ خدائے واحد کی عبادت ہو۔ میرے ان مقاصد کو دیکھ کر یہ لوگ میری مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جو کام نفاق طبعی اور دنیا کی گندی زندگی کے ساتھ ہوں گے وہ خود ہی اس زہر سے ہلاک ہو جائیں گے۔ کیا کاذب کبھی کامیاب ہو سکتا ہے؟ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ (المؤمنون: 29)‘‘ (یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ حد سے بڑھے ہوئے اور جھوٹے کو کبھی کامیاب نہیں کرتا۔) فرمایا کہ ’’کذاب کی ہلاکت کے واسطے اس کا کذب ہی کافی ہے۔ لیکن جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسول کی برکات کے اظہار اور ثبوت کے لئے ہوں اور خود اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو۔ پھر اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں۔ کون ہے جو ان کو تلف کر سکے؟ یاد رکھو میرا سلسلہ اگر نری دوکانداری ہے تو اس کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو ساری دنیا اس کی مخالفت کرے یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے‘‘۔ (انشاء اللہ) ’’اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہوگا۔ مخالفت کی مَیں پروا نہیں کرتا۔ میں اس کو بھی اپنے سلسلے کی ترقی کے لئے لازمی سمجھتا ہوں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کا کوئی مامور اور خلیفہ دنیا میں آیا ہو اور لوگوں نے چپ چاپ اسے قبول کر لیا ہو۔ دنیا کی تو عجیب حالت ہے۔ انسان کیسا ہی صدیق فطرت رکھتا ہو مگر دوسرے اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ وہ تو اعتراض کرتے ہی رہتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 148۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آج 127 سال ہونے کے بعد بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات آپ کے ساتھ ہیں اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہا ہے۔ پس یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی حالتوں میں پاک تبدیلی پیدا کرتے ہوئے اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد کے حصول میں معاون بنائیں اور اس فیض سے حصہ پائیں جو آپ کی بعثت کا مقصد ہے جو آپ کے ماننے سے ملنا ہے۔ ورنہ جیسا کہ آپ نے فرمایا آپ کو ہم میں سے کسی کی بھی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ہی فرشتوں کے ذریعہ آپ کی مدد فرما کر آپ کے سلسلے کو ترقی دے سکتا ہے اور دیتا ہے۔

پھر اپنی بعثت کے مقصد کو بیان فرماتے ہوئے ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ:

’’خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اُن درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے ان کو پاک صاف کروں۔ خدا تعالیٰ کی غیرت اس وقت بڑی جوش میں ہے کہ قرآن شریف کی عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغ اعتراض سے منزّہ و مقدس کرے۔ الغرض ایسی صورت میں کہ مخالفین قلم سے ہم پر وار کرنا چاہتے ہیں اور کرتے ہیں کس قدر بے وقوفی ہوگی کہ ہم ان سے لٹھم لٹھّا ہونے کو تیار ہو جائیں۔ مَیں تمہیں کھول کر بتلاتا ہوں کہ ایسی صورت میں اگر کوئی اسلام کا نام لے کر جنگ وجدال کا طریق جواب میں اختیار کرے تو وہ اسلام کو بدنام کرنے والا ہوگا اور اسلام کا کبھی ایسا منشاء نہ تھا کہ بے مطلب اور بلاضرورت تلوار اٹھائی جائے۔ اب لڑائیوں کی اغراض جیسا کہ مَیں نے کہا ہے فن کی شکل میں آ کر دینی نہیں رہیں بلکہ دنیوی اغراض ان کا موضوع ہو گیا ہے۔ پس کس قدر ظلم ہوگا کہ اعتراض کرنے والوں کو جواب دینے کی بجائے تلوار دکھائی جائے۔ اب زمانہ کے ساتھ حرب کا پہلو بدل گیا ہے۔ (جنگ کا جو پہلو تھا وہ بدل گیا ہے) اس لئے ضرورت ہے کہ سب سے پہلے اپنے دل اور دماغ سے کام لیں اور نفوس کا تزکیہ کریں۔ راستبازی اور تقویٰ سے خدا تعالیٰ سے امداد اور فتح چاہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک اٹل قانون اور مستحکم اصول ہے اور اگر مسلمان صرف قیل وقال اور باتوں سے مقابلہ میں کامیابی اور فتح پانا چاہیں تو یہ ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ لاف وگزاف اور لفظوں کو نہیں چاہتا وہ تو حقیقی تقویٰ کو چاہتا اور سچی طہارت کو پسند فرماتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل: 129)۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 61-60۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ تقویٰ ہے جو ہم نے اپنے اندر پیدا کر کے اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کو بتانی ہے۔ مسلمانوں کو بھی بتانا ہے کہ اسلام کا پھیلنا تقویٰ سے مشروط ہے۔ پس بجائے ظلم وتعدی میں بڑھنے کے تقویٰ پیدا کرو۔ تقویٰ میں بڑھو۔ یہ اسلام کے نام پر جو حملے ہوتے ہیں یہ اسلام کی حمایت نہیں ہے بلکہ یہ بدنامی کا ذریعہ ہے اور معصوموں کا قتل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ بن رہا ہے۔

گزشتہ دنوں میں بیلجیم میں جو معصوموں کا قتل ہوا ہے، یہ دہشت گردی جو ہوئی ہے جس سے درجنوں معصوم قتل ہوئے ہیں اور سینکڑوں زخمی بھی ہوئے ہیں یہ کبھی بھی خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ اور اس زمانے میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھل کر بتا دیا ہے کہ اب دین کے لئے جنگ وجدل حرام ہے، یہ حرکتیں خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بن رہی ہیں۔ اور اس زمانے میں کوئی نہیں کہہ سکتا

کہ ہمیں یہ پیغام پہنچا ہے۔ ہر ایک جانتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پیغام بڑا واضح ہے کہ اب دین کے لئے یہ جنگیں حرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین کے نام پر ظلم کرنے والوں یا مسلمان ہوتے ہوئے ظلم کرنے والوں کو عقل دے چاہے وہ حکومتیں ہیں یا گروہ ہیں کہ وہ زمانے کے امام کی آواز کو سنیں اور ظلموں سے باز آئیں اور اس حقیقی ہتھیار کو استعمال کریں جو اس زمانے میں مسیح موعود کو عطا فرمایا ہے۔

آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ''اس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھ لو سَیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے۔ ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کیے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رُو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ مَیں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدانِ کارزار میں اتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔ میں کب اس میدان کے قابل ہوسکتا تھا۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اس کے دین کی عزت ظاہر ہو۔ میں نے ایک وقت اُن اعتراضات اور حملات کو شمار کیا تھا جو اسلام پر ہمارے مخالفین نے کئے ہیں تو ان کی تعداد میرے خیال اور اندازے میں تین ہزار ہوئی تھی۔'' آپ فرماتے ہیں ''اور میں سمجھتا ہوں کہ اب تو تعداد اور بھی بڑھ گئی ہو گی''۔ اور فرمایا کہ ''کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اسلام کی بنا ایسی کمزور باتوں پر ہے کہ اس پر تین ہزار اعتراض وارد ہوسکتا ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ اعتراضات تو کوتاہ اندیشوں اور نادانوں کی نظر میں اعتراض ہیں۔ مگر مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے جہاں ان اعتراضات کو شمار کیا وہاں یہ بھی غور کیا ہے کہ ان اعتراضات کی تہ میں دراصل بہت ہی نادر صداقتیں موجود ہیں جو عدم بصیرت کی وجہ سے معترضین کو دکھائی نہیں دیں اور درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جہاں نابینا معترض آ کر اٹکا ہے وہیں حقائق و معارف کا مخفی خزانہ رکھا ہے''۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 60-59۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلامی نور دکھانے کے لئے آپ کو بھیجا ہے اور یہ کہ عیسائیت کا عقیدہ تو ایسا ہے جس کی خود انہیں بھی سمجھ نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ ''گلے پڑا ڈھول ہے جو یہ لوگ بجا رہے ہیں۔ غرض ان لوگوں کے عقائد کا کہاں تک ذکر کیا جاوے۔ حقیقت وہی ہے جو اسلام لے کر آیا اور خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا کہ میں اس نور کو جو اسلام میں ملتا ہے اُن کو جو حقیقت کے جُویاں ہوں دکھاؤں۔ سچ یہی ہے کہ خدا ہے اور ایک ہے اور میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر انجیل اور قرآن کریم اور تمام صحف انبیاء بھی دنیا میں نہ ہوتے تو بھی خدا تعالیٰ کی توحید ثابت تھی کیونکہ اس کے نقوش فطرت انسانی میں موجود ہیں۔ خدا کے لئے بیٹا تجویز کرنا گویا خدا تعالیٰ کی موت کا یقین کرنا ہے کیونکہ بیٹا تو اس لئے ہوتا ہے کہ وہ یادگار رہو۔ اب اگر مسیح خدا کا بیٹا ہے تو سوال ہوگا کہ کیا خدا کو مرنا ہے؟ مختصر یہ ہے کہ عیسائیوں نے اپنے عقائد میں نہ خدا کی عظمت کا لحاظ رکھا اور نہ قوائے انسانی کی قدر کی ہے اور ایسی باتوں کو مان رکھا ہے کہ جن کے ساتھ آسمانی روشنی کی تائید نہیں ہے۔ ایک بھی عیسائی ایسا نظر نہ آیا جو خوارق دکھا سکے اور اپنے ایمان کو ان نشانات سے ثابت کر سکے جو مومنوں کے ہوتے ہیں۔ یہ فضیلت اور فخر اسلام ہی کو ہے کہ ہر زمانہ میں تائیدی نشان اُس کے ساتھ ہوتے ہیں اور اِس زمانے کو بھی خدا نے محروم نہیں رکھا۔ مجھے اسی غرض کے لئے بھیجا ہے کہ ان تائیدی نشانوں سے جو اسلام کا خاصہ ہے اِس زمانے میں اسلام کی صداقت دنیا پر ظاہر کروں۔ مبارک وہ جو ایک سلیم دل لے کر میرے پاس حق لینے کے لئے آتا ہے اور پھر مبارک وہ جو حق دیکھے تو اس کو قبول کرتا ہے۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 331-330۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر مسلمانوں کے غلط عقیدے کا ردّ کرتے ہوئے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں اس حقیقت کو کھول کر مسلمانوں کو بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے تا کہ میں اس غلط عقیدے کا استیصال کروں۔ اسے جڑ سے اکھیڑ دوں جو عیسائیوں نے مسلمانوں میں پیدا کر دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر سے زندہ اتر آنے اور اس حادثے سے بچ جانے کا قرآن شریف میں صحیح اور یقینی علم دیا گیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پچھلے ہزار برس میں جہاں اسلام پر اور بہت سی آفتیں آئیں وہاں یہ مسئلہ بھی تاریکی میں پڑ گیا اور مسلمانوں میں بدقسمتی سے یہ خیال راسخ ہو گیا کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور وہ قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے۔ مگر اس چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا تا کہ مَیں اندرونی طور پر جو غلطیاں مسلمانوں میں پیدا ہو گئی ہیں ان کو دُور کروں اور اسلام کی حقیّت دنیا پر ظاہر کروں اور بیرونی طور پر جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہیں ان کا جواب دوں اور دوسرے مذاہب باطلہ کی حقیقت کھول کر دکھاؤں۔ خصوصیت کے ساتھ وہ مذہب جو صلیبی مذہب ہے یعنی عیسائی مذہب، اس کے غلط اعتقادات کا استیصال کروں جو انسان کے لئے خطرناک طور پر مضر ہیں اور انسان کی روحانی قوتوں کے نشوونما اور ترقیات کے لئے ایک روک ہیں۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 332-331۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک موقع پر ضرورت مسیح کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ: ''اس وقت مسیح کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟ (سوال ہے۔) ''اگر دوسری وجوہ اور ضروریات کو چھوڑ دیا جاوے تو سلسلہ مماثلت موسوی کے لحاظ سے بھی سخت ضرورت ہے''۔ (باقی ضرورتیں چھوڑو لیکن جو مماثلت حضرت موسیٰ کی امّت کے ساتھ امّت مسلمہ کو ہے اس لحاظ سے بھی ضرورت ہے۔) ''اس لئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں آئے تھے۔ غرض مَیں تو بروز کی ایک نظیر پیش کرتا ہوں لیکن جو یہ کہتے ہیں کہ نہیں خود حضرت مسیح ہی دوبارہ آئیں گے انہیں بھی تو کوئی نظیر پیش کرنی چاہئے۔ اور اگر وہ نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر کیوں ایسی بات کرتے ہیں جو مُحدثات میں داخل ہے۔'' (جو نئی پیدا کی گئی باتیں ہیں۔) ''محدثات سے پرہیز کرو کیونکہ وہ ہلاکت کی راہ ہے۔ یہودیوں پر غضب الٰہی اسی وجہ سے نازل ہوا کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے ایک رسول کا انکار کر دیا اور اس انکار کے لئے ان کو یہ مصیبت پیش آئی کہ انہوں نے استعارہ کو حقیقت پر حمل کیا۔'' (یعنی ایک اشارہ کی بات تھی، استعارہ کی بات تھی اس کو وہ سمجھے کہ حقیقتاً اسی طرح ہی ہونا ہے۔) ''اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مغضوب قوم ٹھہر گئی۔ اس کا ہم شکل مقدمہ اب بھی پیش ہے۔'' (یعنی وہی صورت جو اُن کے ساتھ تھی اب بھی وہی صورتحال پیش ہے۔) ''مجھے مسلمانوں کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ ان کے سامنے یہودیوں کی ایک نظیر پہلے سے موجود ہے اور پانچ وقت یہ اپنی نمازوں میں غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ کی دعا کرتے ہیں اور یہ بھی بالاتفاق مانتے ہیں کہ اس سے مراد یہود ہیں۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس راہ کو یہ کیوں اختیار کرتے ہیں۔ ایک ہی رنگ کا مقدمہ جب کہ ایک پیغمبر کے حضور فیصلہ ہو چکا ہے، اب اس فیصلہ کے خلاف مسیح کو خود آسمان سے یہ کیوں اتارتے ہیں؟ آپ ہی مسیح نے ایلیاء کے مقدمہ کا فیصلہ کیا اور ثابت کر دیا کہ دوبارہ آمد سے بروزی آمد مراد ہوتی ہے اور ایلیا کے رنگ میں یحییٰ آیا۔ مگر اب یہ مسلمان اس نظیر کے ہوتے ہوئے بھی اس وقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک خود مسیح کو آسمان سے نہ اتار لیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ تم اور تمہارے سب معاون مل کر دعائیں کرو کہ مسیح آسمان سے اُتر آوے۔ پھر دیکھ لو کہ وہ اترتا ہے یا نہیں۔ مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر ساری عمر ٹکریں مارتے رہو اور ایسی دعائیں کرتے کرتے ناک بھی رگڑے جاویں تب بھی وہ آسمان سے نہیں آئے گا کیونکہ آنے والا تو آ چکا۔''

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 4-3۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

کاش کہ اس نکتے کو مسلمان سمجھ لیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کی مخالفت کرنے کی بجائے اس کے ساتھ جڑ کر اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں لاگو کرنے والے بنیں اور ہر سطح پر انصاف اور امن قائم کرنے کی کوشش کریں۔ مسلمانوں کے خلاف جو غیر مسلم اور لادین طبقہ ہے اس کو اسلام کی حقیقی تصویر دکھا کر ان مسلمانوں کو اسلام کی خدمت کرنے والے بننا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی صداقت پر چار قسم کے نشانات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''اوّل عربی دانی کا نشان ہے اور یہ اس وقت سے مجھے ملا ہے جب سے کہ محمد حسین (بٹالوی صاحب) نے یہ لکھا کہ یہ عاجز عربی کا ایک صیغہ بھی نہیں جانتا۔ حالانکہ ہم نے کبھی دعویٰ بھی نہیں کیا تھا کہ عربی کا صیغہ آتا ہے۔ جو لوگ عربی املاء اور انشاء میں پڑے ہیں وہ اس کی مشکلات کا اندازہ کر سکتے ہیں اور اس کی خوبیوں کا لحاظ رکھ سکتے ہیں۔'' آپ فرماتے ہیں کہ ''مولوی صاحب (مولوی عبدالکریم صاحب سے مراد تھی) شروع سے دیکھتے رہے ہیں کہ کس طرح پر اللہ تعالیٰ نے اعجازی طور پر مدد دی ہے۔ بڑی مشکل آ کر یہ پڑتی ہے جب ٹھیٹھ زبان کا لفظ مناسب موقع پر نہیں ملتا۔ اُس وقت خدا تعالیٰ وہ الفاظ القاء کرتا ہے۔ نئی اور بناوٹی زبان بنا لینا آسان ہے مگر ٹھیٹھ زبان مشکل ہے۔ پھر ہم نے ان تصانیف کو بیش قرار انعامات کے ساتھ شائع کیا ہے اور کہا ہے کہ تم جس سے چاہو مدد لے لو اور خواہ اہل زبان بھی ملا لو۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اس بات کا یقین دلا دیا ہے کہ وہ ہرگز قادر نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ نشان قرآن کریم کے خوارق میں سے ظلّی طور پر مجھے دیا گیا ہے۔''

دوسرا یہ ہے کہ ''دعاؤں کا قبول ہونا۔ میں نے عربی تصانیف کے دوران میں تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے کہ کس قدر کثرت سے میری دعائیں قبول ہوئی ہیں۔ ایک ایک لفظ پر دعا کی ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مستثنیٰ کرتا ہوں۔ ان کا مقام تو بہت بلند ہے'' (کیونکہ ان کی طفیل اور اقتداء سے ہی تو یہ سب کچھ ملا ہے) اور مَیں کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں اس قدر قبول ہوئی ہیں کہ کسی کی نہیں ہوئی ہوں گی''۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کسی بھی نبی کی اتنی دعائیں قبول نہیں ہوئیں جتنی آپ نے فرمایا کہ میری ہوئی ہیں۔) مَیں نہیں کہہ سکتا کہ دس ہزار یا دو لاکھ یا کتنی اور بعض نشانات قبولیت کے تو ایسے ہیں کہ ایک عالَم اُن کو جانتا ہے۔

تیسرا نشان پیشگوئیوں کا ہے یعنی اظہار علی الغیب۔ یوں تو نجومی اور رمّال لوگ بھی اٹکل بازیوں سے بعض باتیں ایسی کہہ دیتے ہیں کہ ان کا کچھ نہ کچھ حصہ ٹھیک ہوتا ہے اور ایسا ہی تاریخ ہم کو بتلاتی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی کاہن لوگ تھے جو غیب کی خبریں بتلاتے تھے۔ چنانچہ سطیح بھی ایک کاہن تھا مگر ان اٹکل بازرمّالوں اور کاہنوں کی غیب دانی اور مامور من اللہ اور ملہم کے اظہار غیب میں یہ فرق ہوتا ہے کہ ملہم کا اظہار غیب اپنے اندر الٰہی طاقت اور خدائی ہیبت رکھتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے صاف طور پر فرمایا ہے لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (الجنّ:28)۔ یہاں اظہار کا لفظ ہی ظاہر کرتا ہے کہ اس کے اندر ایک شوکت اور قوت ہوتی ہے۔

چوتھا نشان قرآن کریم کے دقائق اور معارف کا ہے کیونکہ معارف قرآن اس شخص کے سوا اور کسی پر نہیں کھل سکتے جس کی تطہیر ہو چکی ہو۔ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ (الواقعۃ:80)۔ میں نے کئی مرتبہ کہا ہے کہ میرے مخالف بھی ایک سورۃ کی تفسیر کریں اور میں بھی تفسیر کرتا ہوں۔ پھر مقابلہ کر لیا جاوے مگر کسی نے جرأت نہیں کی۔ محمد حسین وغیرہ نے تو یہ کہہ دیا کہ ان کو عربی کا صیغہ نہیں آتا اور جب کتابیں پیش کی گئیں تو بودے اور رقیق عذر کر کے ٹال دیا کہ یہ عربی تو اروی کچالو ہے مگر یہ نہ ہو سکا کہ ایک صفحہ ہی بنا کر پیش کر دیتا اور دکھا دیتا کہ عربی یہ ہے۔

غرض یہ چار نشان ہیں جو خاص طور پر میری صداقت کے لیے مجھے ملے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد1 صفحہ 278-277۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب لکھتے ہیں۔ 17/اگست 1899ء کو انہوں نے تحریر کیا کہ ’’چند روز ہوئے بریلی سے ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ وہی مسیح موعود ہیں جس کی نسبت رسول خدا (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے احادیث میں خبر دی ہے؟ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر آپ اس کا جواب لکھیں۔ (مولوی عبدالکریم صاحب خطوں کا جواب دیا کرتے تھے، کہتے ہیں کہ) مَیں نے معمولاً رسالہ ’’تریاق القلوب‘‘ سے دو ایک ایسے فقرے جو اس کا کافی جواب ہو سکتے تھے لکھ دئے۔ وہ شخص اس پر قانع نہ ہوا‘‘ (تسلی نہیں ہوئی)‘‘ اور پھر مجھے مخاطب کر کے لکھا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب خود اپنے قلم سے قسمیہ لکھیں کہ آیا وہ وہی مسیح موعود ہیں جس کا ذکر احادیث اور قرآن شریف میں ہے؟۔ میں نے شام کی نماز کے بعد دوات قلم اور کاغذ حضرت کے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے) آگے رکھ دیا اور عرض کیا کہ ایک شخص ایسا لکھتا ہے۔ حضرت (صاحب) نے فوراً کاغذ ہاتھ میں لیا اور یہ چند سطریں لکھ دیں۔‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا کہ:

’’میں نے پہلے بھی اِس اقرار مفصّل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اِس پرچہ میں اُس خدا تعالیٰ کی قَسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ مَیں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن احادیثِ صحیحہ میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا۔ الراقم مرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ وایّد 17/اگست 1899ء‘‘۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ ’’اس ذکر سے میری دو غرضیں ہیں۔ ایک یہ کہ اپنی جماعت کا ایمان بڑھے اور انہیں وہی ذوق اور سرور حاصل ہو جو یہاں کے خوش قسمت حاضرین کو اس گھڑی حاصل ہوا اور انہوں نے سچے دل سے اعتراف کیا کہ ان کو نیا ایمان ملا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ منکرین اور بدظن اس علی بصیرت قَسم پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور سوچیں کہ متعمد، کذّاب اور مفتری مختلق کی یہ شان اور اسے یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ ذوالجلال خدا کی ایسی اور اس طرح اور ایسے مجمع میں قَسم کھائے؟ اَللّٰہُ اَکْبَر۔ اَللّٰہُ اَکْبَر۔ اَللّٰہُ اَکْبَر۔‘‘ (ملفوظات جلد1 صفحہ 327-326۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر افراد جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے ایک موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رَٹ لئے جاویں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے۔‘‘ (یعنی یہ سمجھو کہ تزکیہ نفس کیا چیز ہے پھر اپنے اوپر لاگو بھی کرو۔) ’’ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اسی پر بس نہیں ہے۔ یہ تو ایک غلطی تھی جس کی ہم نے اصلاح کر دی۔ لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دُور ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو اور بالکل ایک نئے انسان بن جاؤ۔ اس لئے ہر ایک کو تم میں سے ضروری ہے کہ وہ اس راز کو سمجھے اور ایسی تبدیلی کرے کہ وہ کہہ سکے کہ مَیں اور ہوں۔‘‘ آپ فرماتے ہیں: ’’میں پھر کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً جب تک ایک مدت تک ہماری صحبت میں نہیں رہ کر کوئی یہ نہ سمجھے کہ مَیں اَور ہو گیا ہوں، اُسے فائدہ نہیں پہنچتا۔‘‘ فرمایا ’’فطرت اور عقلی حالت اور جذبات کی حالت میں اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل ہو جاوے تو کچھ بات ہے۔ ورنہ کچھ بھی نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد2 صفحہ 73-72۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ نے فرمایا کہ ’’اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بیشمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں۔‘‘ (آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔) ’’وہ وقت تم نے پا لیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ مَیں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے مَیں رُک نہیں سکتا کہ مَیں وہی ہوں جو وقت پر اصلاحِ خَلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔ میں اُس طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح سے وہ شخص بعد کلیم اللہ مردِ خدا کے بھیجا گیا تھا جس کی روح ہیروڈیس کے عہد حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ سو جب دوسرا کلیم اللہ جو حقیقت میں سب سے پہلا اور سیّد الانبیاء ہے دوسرے فرعونوں کی سرکوبی کے لئے آیا جس کے حق میں ہے اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (المزمل:16)۔ تو اس کو بھی جو اپنی کارروائیوں میں کلیم اوّل کا مثیل مگر رتبہ میں اس سے بزرگ تر تھا ایک مثیل المسیح کا وعدہ دیا گیا اور وہ مثیل المسیح قوت اور طبع اور خاصیّت مسیح ابن مریم کی پا کر اُسی زمانے کی مانند اور اسی مدت کے قریب قریب جو کلیمِ اوّل کے زمانہ سے مسیح ابن مریم کے زمانہ تک تھی یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اترا۔ اور وہ اترنا روحانی طور پر تھا جیسا کہ مکمل لوگوں کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نزول ہوتا ہے۔ اور سب باتوں میں اُسی زمانہ کے ہمشکل زمانہ میں اُترا جو مسیح ابن مریم کے اترنے کا زمانہ تھا تا سمجھنے والوں کے لئے نشان ہو۔ پس ہر ایک کو چاہئے کہ اس سے انکار کرنے میں جلدی نہ کرے تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ٹھہرے۔ دنیا کے لوگ جو تاریک خیال اور اپنے پرانے تصورات پر جمے ہوئے ہیں وہ اس کو قبول نہیں کریں گے مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو اُن کی غلطی ان پر ظاہر کر دے گا۔‘‘ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہیں کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا‘‘۔ (فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد3 صفحہ 7 تا9)

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے آنے والے مسیح موعود کو مان لیا اور بیعت کے ساتھ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور قرآنی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے کا عہد کیا اور ان لوگوں میں شامل ہوئے جو شکر کے سجدات بجا لانے والے ہیں نہ کہ نظریں پھیر کر گزر جانے والے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل اور احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں پیدا کیا جب مسیح موعود کا ظہور ہوا اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا آغاز ہوا اور وہ اندھیرا زمانہ گزر گیا جس میں پہلے لوگ پڑے ہوئے تھے۔ وہ زمانہ جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا زمانہ تھا ہم اس میں پیدا ہوئے جس کے انتظار میں بیشمار سعید روحیں اس دنیا سے چلی گئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں اس خدا سے ملایا جو زندہ خدا ہے۔ جو آج بھی سنتا ہے اور بولتا ہے جیسے پہلے سنتا اور بولتا تھا۔ پس ہمیں شکر گزاری کرنی چاہئے۔

اس ضمن میں ایک بات اَور بھی کرنا چاہتا ہوں۔ گزشتہ دنوں 23/مارچ کے حوالے سے بعض لوگ جو آجکل طریقہ ہے ایک دوسرے کو masseges کے ذریعہ سے فون پہ، واٹس ایپ (WhatsApp) وغیرہ پہ مبارکبادیں دے رہے تھے۔ اگر تو اس نیت سے مبارکبادیں دی تھیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا اور اس بات کا شکر اور مبارکباد تھی کہ آپ کے ماننے سے ہم ان ہدایت یافتہ مسلمانوں میں شامل ہو گئے جو دین کے مددگار اور اس کی خوبیوں کو دنیا میں پھیلانے والے ہیں تو یقیناً یہ مبارکبادیں دینا ان مبارکباد دینے والوں کا حق تھا۔ اس میں کوئی حرج نہیں اور اس میں کوئی بدعت بھی نہیں۔

مجھے حیرت ہے کہ ان مبارکباد دینے والوں کو ایک صاحب نے انہی پیغاموں میں اپنے پیغام کے ذریعہ سے ایک بڑا سخت قسم کا خط لکھ کر سختی سے روکا اور کہا کہ اس طرح تم لوگ بدعات میں پڑ جاؤ گے جیسا کہ باقی مسلمان پڑ گئے ہیں۔ حیرت ہے ان صاحب پر جو میرے خیال میں دینی علم بھی رکھتے ہیں اور نظام کا بھی ان کو پتا ہے۔ وہ کیسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تم بدعات میں پڑ جاؤ گے۔ باقی مسلمانوں کے پاس خلافت کی نعمت نہیں ہے جو کہ احمدیوں کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ماننے کی وجہ سے ہے۔ اگر کوئی غلط بات یا بدعت پیدا ہوتی نظر آئے گی تو اگر خلافت صحیح ہے اور خلافت حقہ ہے تو اسے خود ہی انشاء اللہ تعالیٰ روک لے گی۔ پھر اس طرف بھی دیکھنا چاہئے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ بھی ہے۔ لوگوں کی نیتوں پہ شبہ نہیں کرنا چاہئے۔ کسی نے نیک نیتی سے دی ہوں گی۔ پس ان صاحب کو بھی خلافت کی ڈھال کے پیچھے رہتے ہوئے بات کرنی چاہئے تھی۔ خلافت کے قدموں سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ یاد رکھیں جو بھی کرے گا وہ پھسل جائے گا۔ ایک اکائی رکھیں۔ اپنی ذوقی بات کو افراد جماعت پر ٹھونسنے یا لاگو کرنے کی کوشش نہ کریں۔ ایسے لوگوں کے لئے مَیں ایک مثال دیتا ہوں۔ یہ تو ایک ایسی چیز نہیں ہے کہ جو انتہائی غلط ہو لیکن بعض بدعات جو مسلمانوں میں جاری ہیں ان کے بارے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا کیا نقطہ نظر تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک دفعہ قضائے عمری جو جمعۃ الوداع پر گزشتہ چھوڑی

ہوئی نمازیں لوگ پڑھتے ہیں۔ چھوڑی ہوئی ساری نمازیں جمعۃ الوداع پر پڑھ لیتے ہیں یا جمعۃ الوداع پڑھ کر سمجھتے ہیں کہ نمازیں معاف ہو گئیں۔ اس کے بارے میں آپ سے سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ فضول امر ہے۔ کوئی شک نہیں بالکل فضول بات ہے۔ مگر فرمایا کہ ایک دفعہ ایک شخص حضرت علیؓ کے زمانے میں بے وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ کسی نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اسے روکتے کیوں نہیں؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مَیں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس آیت کے نیچے ملزم نہ بن جاؤں کہ أَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى (العلق: 10-11) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں اگر کسی نے عمداً نماز اس لئے ترک کی ہے کہ قضائے عمری کے دن پڑھ لوں گا تو اس نے ناجائز کیا ہے اور اگر ندامت کے طور پر تدارکِ مافات کرتا ہے تو پڑھنے دو۔ کیوں منع کرتے ہو۔ آخر دعا ہی کرتا ہے۔ ہاں اس میں پست ہمّتی ضرور ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ دیکھو منع کرنے سے کہیں تم بھی اس آیت کے نیچے نہ آ جاؤ۔

پس جنہیں فتوے کا حق تھا وہ تو اس قدر محتاط تھے لیکن یہ صاحب مبارکباد دینے پر ہی بے انتہا انذار کی خبریں دے رہے ہیں اور فتوے دے رہے ہیں۔ اگر ان کے دل میں کچھ تحفظات تھے تو انہیں چاہئے تھا کہ مجھے لکھتے۔ اور اگر روکنا تھا تو یہ خلیفۂ وقت کی ذمہ داری ہے کہ خود روکے یا جماعتی نظام کے ذریعہ سے روکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں کچھ جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ دو جنازے حاضر ہیں۔ ایک جنازہ مکرمہ محمودہ سعدی صاحبہ کا ہے جو مکرم مصلح الدین صاحب سعدی مرحوم کی اہلیہ تھیں۔ 22/مارچ کو 94 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مصلح الدین سعدی صاحب جن کی یہ اہلیہ تھیں وہ مکرم عبدالرحیم صاحب درد کے بھائی تھے جو امام مسجد فضل رہے ہیں اور انہوں نے یہاں بڑا کام کیا ہے۔ سعدی صاحب کی وفات 1965ء میں ہو گئی تھی۔ مرحومہ نے 41 سال کا بیوگی کا لمبا عرصہ بڑے صبر شکر سے گزارا۔ ان کے ایک بیٹے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے زمانے میں وہاں اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر بھی کام کرتے رہے ہیں۔ یہ صاحبزادے بھی وفات پا چکے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے جلال الدین اکبر صاحب یہاں ہیں جو یوکے میں نائب سیکرٹری ضیافت کے طور پر خدمت کرتے رہے ہیں۔ مرحومہ کو خلافت سے بڑا تعلق اور عقیدت تھی۔ تبلیغ کا شوق، قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا شوق، دعا گو اور صابرہ اور شاکرہ تھیں۔ گزشتہ چھ سال سے کافی بیمار تھیں اور بیماری کو بھی بڑے صبر اور شکر سے گزارا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسل میں ہمیشہ وفا کے ساتھ اور اخلاص کے ساتھ احمدیت کو قائم رکھے۔

دوسرا جنازہ نورالدین چراغ صاحب کا ہے جو چراغ دین صاحب مرحوم قادیان کے بیٹے تھے۔ 15/مارچ کو 45 سال کی عمر میں ان کو دل کا دورہ پڑا اور وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کا تعلق بھی قادیان سے تھا۔ دس سال سے زائد عرصہ سے یوکے میں مقیم تھے۔ طبیعت میں انتہائی سادگی تھی۔ ان کی بہن لکھتی ہیں کہ بچپن سے انہوں نے غربت دیکھی تھی اس لئے جب اللہ تعالیٰ نے انہیں رزق عطا فرمایا تو لالچ نہیں پیدا ہوا بلکہ بہت سے لوگوں کی مالی مدد کرتے تھے۔ ان کی ایک ڈائری ملی ہے جس میں 47 لوگوں کا ذکر ہے جن کی آپ باقاعدگی سے مالی مدد کیا کرتے تھے۔ ایک غیر احمدی نے بھی ان کی بڑی تعریف کی ہے کہ بڑے سچے اور فرشتہ صفت تھے۔ نمازوں کے پابند، خلافت سے انتہائی درجہ تعلق رکھنے والے، بزرگانِ سلسلہ کا احترام کرنے والے نوجوان تھے۔ مرحوم کی والدہ اور باقی فیملی قادیان میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور خاص طور پر ان کی والدہ کو اللہ تعالیٰ سکون دے۔

ایک جنازہ غائب ہے جو سیدۃ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالباری صاحب تعلقدار بنگالی کا ہے۔ یہ 20/مارچ کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ کچھ عرصہ سے بیمار تھیں۔ یہ بہار میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد سید موسیٰ رضا بھاگل پور بہار کے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے زمانے میں ان کے والد نے 15 سال کی عمر میں احمدیت قبول کی۔ پھر ان کی شادی عبدالباری صاحب تعلقدار سے ہو گئی اور مشرقی پاکستان چلی گئیں۔ تقسیم ہندوستان کے بعد یہ لوگ وہاں چلے گئے۔ عبدالباری صاحب نے 1946ء میں حضرت مصلح موعود کے زمانے میں بیعت کی تھی۔ بنگلہ دیش کے قیام کے بعد پھر یہ لوگ ربوہ منتقل ہو گئے اور 20 سال سے زائد عرصہ ان کے خاوند باری صاحب نے، فضل عمر ہومیو پیتھک ڈسپنسری میں کام کیا جو وقف جدید کے تحت چل رہی تھی۔ یہاں آپ کے بیٹے عبدالخالق صاحب بنگالی ہیں جو اپنے حلقے میں کافی جانے جاتے ہیں۔ جماعت میں کافی خدمت کرتے ہیں۔ عبدالباری صاحب نے اپنے بچوں کو اردو سکھانے کے لئے اپنی بیوی سمیت ربوہ بھجوا دیا تھا اور وہاں بنگلہ دیش میں (یہ اس وقت مشرقی پاکستان تھا) بڑے اچھی آسائش کی زندگی گزار رہی تھیں اور نوکر چاکر موجود تھے لیکن بچوں کی خاطر اور تربیت کی خاطر یہ لوگ ربوہ آ گئے اور پھر یہیں رہے تا کہ اردو سیکھیں اور جماعت کا زیادہ پتا لگے اور خلافت کے قریب رہیں۔ اس لحاظ سے انہوں نے بڑی قربانی دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کے بچوں کو ان مقاصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس کے لئے انہوں نے قربانی دی اور ربوہ میں آ کر رہیں۔ یہ تین جنازے انشاء اللہ جیسا کہ میں نے کہا ابھی نمازوں کے بعد پڑھاؤں گا۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 12/جنوری 2016ء بروز منگل 11 بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم عبدالرحمٰن صاحب (ابن مکرم علیم اللہ صاحب۔ یوکے)** کی **نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرم عبدالرحمٰن صاحب (ابن مکرم علیم اللہ صاحب۔ یوکے) 4/جنوری 2016ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ قادیان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بھی وہیں حاصل کی۔ چند سال فوج کی ملازمت اختیار کی اور پھر قادیان سے ہجرت کر کے حافظ آباد میں رہائش پذیر ہوئے۔ آپ کے دادا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں خط کے ذریعہ اور بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ تہجد گزار، نماز باجماعت کے پابند، چندہ جات میں باقاعدہ، خلافت کے اطاعت گزار اور سلسلہ کی خدمت کرنے والے مخلص اور نیک انسان تھے۔ آپ کا حلقہ احباب کافی وسیع تھا جس میں غیر از جماعت احباب بھی شامل تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور گیارہ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم حافظ سعید الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ آجکل مرکزی رشین ڈیسک یوکے میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اس کے ساتھ درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم ناصر احمد باجوہ صاحب (آف جرمنی)

30 اگست 2015ء کو 83 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ ایک مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ مختلف عُہدوں پر خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ حضرت مصلح موعودؓ کے دور خلافت میں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ میں بھی خدمت بجا لاتے رہے۔ گراس گیراؤ جرمنی میں لوکل امیر رہے۔ بوقت وفات اپنے حلقہ میں بطور سیکرٹری تعلیم خدمت بجا لا رہے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم شمیم بخش صاحب (ابن مکرم رحیم بخش صاحب۔ فجی)

25 دسمبر 2015ء کو 63 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد مکرم رحیم بخش صاحب جماعت احمدیہ فجی کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے جنہوں نے والوا کے مقام پر مسجد کے لئے زمین بطور عطیہ دی۔ دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ 1970/1971ء میں ربوہ گئے اور جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوئے مگر بوجہ بیماری دو سال بعد ہی واپس آ گئے۔ آپ کو لمبا عرصہ جماعت Voloca کے صدر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ قریباً دس سال احمدیہ سکول Voloca میں بطور مینیجر خدمت انجام دیتے رہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

....

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 13/جنوری 2016ء بروز بدھ قبل از نماز ظہر و عصر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر حسب ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

(1) مکرم رانا عبداللطیف خان صاحب (ابن مکرم چوہدری محمد علی خان صاحب مرحوم۔ یوکے)

7/جنوری 2016ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت چوہدری دولت خان صاحب کاٹھگڑیؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ آپ بہت نیک، نمازوں کے پابند، تہجد گزار، دعا گو اور خلافت کے ساتھ اخلاص و محبت کا تعلق رکھنے والے بزرگ انسان تھے۔ آپ کو 15 سال تک مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ اپنے بچوں کی بھی بہت اچھی تربیت کی اور وہ بھی مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمت کرنے کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم رانا فہیم احمد صاحب اس وقت بطور صدر جماعت کاسل خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ روبینہ عطیہ کیفی صاحبہ (بنت مکرم منصور احمد صاحب) آف ہیز، یوکے۔

4/جنوری 2016ء کو بعارضہ کینسر وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ گزشتہ 6 سال سے کینسر کے عارضہ میں مبتلا تھیں۔ بڑے صبر سے بیماری کا مقابلہ کیا۔ آپ جماعت کی فعال رکن تھیں اور ہمیشہ لجنہ کے کاموں میں پیش پیش رہتیں۔ لوکل سیکرٹری ناصرات کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ مکرم سہیل محمود صاحب صدر جماعت ساؤتھ آل کی ہمشیرہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

سرینام میں اسلام احمدیت

(مختصر تاریخ، مبلغین سلسلہ کی مساعی، ملکی اخبارات میں جماعتی خبریں۔)

لئیق احمد مشتاق۔ مبلغ سلسلہ، سرینام۔ جنوبی امریکہ

قسط 2

مولانا محمد اشرف اسحٰق صاحب

محترم مولانا محمد صدیق شاہد صاحب مرحوم کی روانگی کے بعد مولانا محمد اشرف اسحٰق صاحب مرحوم ومغفور نے مشن کا چارج سنبھالا۔ ان کے قیام کے دوران ملکی اخبارات میں کثرت سے جماعتی خبریں اور مضامین شائع ہوئے۔

ملک کے مشہور صحافی اور بین المذاہب کونسل سرینام کے صدر (Mr. Nico Waagmeester) مسٹر نیکو واخ میسٹر سے آپ کے دوستانہ تعلقات رہے جس کی وجہ پاکستان میں جماعت پر ہونے والے مظالم اور جماعتی عقائد اور بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے حوالے سے مختلف خبریں اخبار کی زینت بنتی رہیں۔

مورخہ 11 مئی 1984ء کو روزنامہ (Da Ware Tijd) میں پاکستان میں جماعت پر مظالم شروع ہونے کی خبر شائع ہوئی جس کے ساتھ امام جماعت احمدیہ کی تصویر بھی تھی۔ پھر گیارہ جولائی کو جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دئے جانے کے حوالے سے خبر شائع ہوئی، اس کے بعد چار اگست کو اسی اخبار میں اہل پیغام کے ایک نمائندے کا انٹرویو شائع ہوا جس میں اس نے ضیاء الحق کے بدنام زمانہ آرڈی نینس کا حوالہ دیا، اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا مسئلہ مشتبہ ہے۔ اس جسارت کے جواب میں محترم مولانا اشرف اسحٰق صاحب نے حقیقۃ الوحی کی عبارت کا پلی کروا کے تقسیم کی۔ پھر 31 اگست کو جو آرٹیکل شائع ہوا اس میں مسٹر نیکو واخ میسٹر نے لکھا کہ پاکستان میں کلمہ گو احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر اذان، نماز اور دینی احکام پر عمل کرنے سے روکا جا رہا ہے۔ پھر چھ ستمبر 1984ء کو حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع خطبہ کے حوالے سے ایک مضمون شائع ہوا، جو مسٹر نیکو واخ میسٹر نے مولانا اشرف اسحٰق صاحب سے انٹرویو لینے کے بعد تیار کیا تھا۔

دسمبر 1984ء میں سرینام کا چھٹا جلسہ سالانہ منعقد ہوا، جس میں محترم مولانا محمد اسلم قریشی صاحب مبلغ ٹرینڈاڈ مہمان خصوصی کی حیثیت سے شامل ہوئے۔ روزنامہ De Ware Tijd نے مورخہ 29 دسمبر 1984ء کو جلسہ سالانہ کی خبر مولانا محمد اسلم قریشی کی تصویر کے ساتھ شائع کی۔ اخبار کی سرخی اس طرح تھی: ”تاریکی کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ اپنا پیغمبر مبعوث فرماتا ہے“ اسلام اور ہندومت کو اپنے پیروکاروں کی صحیح تعلیم وتربیت کے لئے اس ملک میں بہت سی مشکلات کا سامنا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں مذاہب میں اپنے مذہب کا صحیح علم رکھنے والوں کی کمی ہے، اکثر مذہبی امام خود ساختہ ہیں۔ باقاعدہ مذہبی تعلیم حاصل کرنے کا انہیں کم ہی موقعہ ملتا ہے۔ ان حالات میں مذہبی تنظیمیں اپنی اگلی نسلوں کی بہتر رنگ میں تربیت کرنے کی کوشش کر رہی ہیں اور اس کا ایک نمونہ احمدیہ جماعت کے منعقد ہونے والے جلسہ میں نظر آیا۔ اس جماعت کا ایک باقاعدہ مبلغ یہاں کام کر رہا ہے ایک مبلغ اسلم قریشی صاحب ہمسایہ ملک سے آئے ہیں اور یہ ان کا اس ملک کا پانچواں دورہ ہے۔ ان مقررین کے علاوہ مقامی افراد نے بھی پروگرام میں حصہ لیا۔ 38 ممالک میں ان کی باقاعدہ جماعت قائم ہے۔ اور پانچ سال بعد ان کی جماعت کو ایک صدی پوری ہو جائے گی“۔

مولانا محمد اسلم قریشی صاحب شہید

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے محترم مولانا محمد اسلم قریشی صاحب نے گیانا اور ٹرینڈاڈ میں خدمات کے دوران مہمان کی حیثیت سے سرینام کے پانچ دورے کئے۔ 1984ء کے جلسہ میں شمولیت آپ کا اس ملک کا آخری سفر تھا۔ مورخہ 10 اگست 1985ء کی صبح ٹرینڈاڈ میں بعض حملہ آوروں نے فائرنگ کر کے آپ کو شہید کر دیا۔ اس وقت آپ کی عمر چھیالیس سال تھی اور آپ کو بائیس سال سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کی توفیق ملی اور میدان عمل میں شہادت کا عظیم رتبہ پایا۔

پاکستان میں کلمہ طیبہ مٹانے کی مہم کے خلاف اور وہاں جماعت پر ہونے والے مظالم سے آگاہی کے لئے، باقی دنیا کی جماعتوں کی طرح سرینام کی جماعت نے بھی منظم کوشش شروع کی ہوئی تھی اس سلسلہ میں گیارہ مختلف وزراء اور سفارتکاروں کو خطوط بھجوائے گئے۔ اور ان کی طرف سے ہمدردی کے پیغامات بھی موصول ہوئے۔ روزنامہ (De Ware Tijd) میں چھ اپریل 1985ء کو مساجد سے کلمہ شہادت مٹانے اور کلمہ پڑھنے کے جرم میں گرفتاریوں کی خبر مع تصاویر صفحہ نمبر 6 پر تفصیل کے ساتھ شائع ہوئی۔ مئی کی نو تاریخ کو محترم مولانا صاحب نے جماعتی وفد کے ساتھ وزیر زراعت راجکمار رنجیت سنگھ اور ان کے ڈائریکٹر سے ملاقات کی، انہیں قرآن مجید اور جماعتی لٹریچر دیا اور جماعت کا تعارف کروایا، اور پاکستان کے جماعتی حالات کی تفصیل بتائی۔ جون میں وزارت قانون اور قدرتی وسائل کی طرف سے کلمہ طیبہ مٹانے کی ناپاک مہم کے خلاف لکھے گئے خطوط کے جوابات موصول ہوئے کہ انہوں نے ان خطوط پر ہمدردانہ غور کر کے اپنی رپورٹ وزارت خارجہ کو بھجوا دی ہے۔ کلمہ طیبہ کی وجہ سے جماعت پر ہونے والے مظالم اور گرفتاریوں کے حوالے سے مورخہ 25 مئی 1985ء کو روزنامہ (De Ware Tijd) نے دوبارہ خبر شائع کی۔

25 مارچ 1986ء کو روزنامہ De Ware Tijd کے صفحہ نمبر 3 پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کے ساتھ ایک خبر شائع ہوئی جس میں لکھا تھا کہ 23 مارچ 1889ء کو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق تمام دعاوی کئے۔ اخبار نے ”چشمہ معرفت“ میں بیان کردہ ختم نبوت کی تشریح کا حوالہ بھی دیا اور جماعت کی موجودہ ترقیات کی ایک جھلک بھی پیش کی۔

مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب کا دورہ سرینام

27 ستمبر 1986ء کو محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مبلغ سلسلہ امریکہ مرکز کے حکم پر دو ماہ کے دورے پر سرینام تشریف لائے۔ 18 اکتوبر کو اخباری نمائندے مسٹر نیکو واخ میسٹر نے مولانا کلیم صاحب کا انٹرویو لیا۔ یہ انٹرویو آپ کی تصویر کے ساتھ 22 اکتوبر کو روزنامہ (De Ware Tijd) میں شائع ہوا۔ منگل چار نومبر کو ریڈیو راپار پر مولانا صاحب نے 15 منٹ کی تقریر ریکارڈ کروائی۔ آٹھ نومبر کو روزنامہ (De Ware Tijd) میں سیرت اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا۔ 22 نومبر 1986ء کو اسی روزنامہ میں ”نبوت کی اقسام اور امتی نبی کی صداقت کے دلائل“ کے حوالے سے آپ کا مضمون شائع ہوا۔ 24 نومبر 1986ء کو تقریباً دو ماہ سرینام میں قیام کے بعد مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب واپس امریکہ تشریف لے گئے اور اسی روز ریڈیو راپار پر آپ کی ریکارڈ شدہ تقریر نشر ہوئی۔

منتخب آیات قرآنی کا ترجمہ

قرآن مجید کی منتخب آیات کا مقامی زبان سرانان ٹونگو (Sranan) میں ترجمہ کا کام ایک کریول (Creole) شخص مسٹر فاندر ہیلز (Mr. Edgar van der Hilst) نے 1987ء کے آخر میں شروع کیا اور چند ماہ میں اس کام کو مکمل کیا، اور یہ ترجمہ کتابی صورت میں چھاپنے کے لئے مولانا اشرف صاحب نے 9 فروری 1988ء کو لندن بھجوایا۔ اور صد سالہ جشن تشکر کے بابرکت اور یادگار سال میں شائع ہوا۔ اخبار (De Ware Tijd) نے 8 جولائی 1989ء کو اس کتاب کی تصویر نمایاں طور پر شائع کی اور لکھا کہ یہ پہلا اسلامی لٹریچر ہے جو سرانان زبان میں شائع ہوا ہے۔

1988ء کا ایک تاریخی واقعہ

پاکستان کے ایک مولوی ”شاہ احمد نورانی صدیقی“ متعدد بار سرینام آئے اور ہر بار یہاں کی پُرامن مذہبی فضا کو اپنے ناپاک خیالات سے مسموم کرنے کی کوشش کی اور امام الزمان مسیح محمدی کی شان میں توہین آمیز الفاظ استعمال کئے۔ اپریل 1988ء میں ایک سنی تنظیم ”خلافت انجمن“ نے اپنی نوتعمیر شدہ مسجد واقع Crommelinstraat 64 کی افتتاحی تقریب میں شمولیت کے لئے نورانی کو دعوت دی۔ اور بڑی دھوم دھام سے اس تقریب کی تیاری کی گئی۔ ریڈیو راپار (R.B.N) سے نورانی کی تقریر براہ راست نشر کرنے کا انتظام کیا گیا۔ 7 اپریل 1988ء بروز جمعرات مسجد کا افتتاح ہوا۔ نورانی نے اپنے گھٹیا وعظ میں کہا: ”احمدی غیر مسلم اور واجب القتل ہیں اور خنزیر سے بدتر ہیں۔ ان کی عزتیں اور جائیدادیں لوٹنا جائز ہے۔ ان کی عبادتگاہیں مساجد نہیں کہلا سکتیں اور انہیں حج کی بھی اجازت نہیں۔ اگر کوئی حج کر بھی لے تو اسے حاجی نہیں کہنا چاہیئے“۔ جمعہ کو بھی اس نے اسی دریدہ دہنی سے ملک کی پُرامن مذہبی فضا کو مکدر کیا۔

احمدیوں کو واجب القتل قرار دئے جانے کا فتویٰ سن کر S.I.V. کے صدر رشید پیر خان صاحب نے اس تقریر کی ریکارڈنگ لی اور ہفتہ کے روز ایک وفد کے ساتھ وزارت انصاف اور پولیس کے وزیر (Mr.Jules Rattankoemar Ajodhia) مسٹر جولیس رتن

کمارآیودیہا کے پاس شکایت لے کر پہنچ گئے۔ اگلے دن جماعت کا چار رکنی وفد مولانا محمد اشرف اسحاق صاحب کی قیادت میں تحریری شکایت لے کر وزیر موصوف کے گھر پر گیا کیونکہ چھٹی کی وجہ سے سرکاری دفاتر بند تھے۔ ان کی گھر پہ عدم موجودگی کی وجہ سے ان کی اہلیہ نے درخواست وصول کی۔ وزیر موصوف نے فوراً پراسیکیوٹر جنزل کو کارروائی کا حکم دیا اور پولیس نے اتوار کی رات مسٹر رفیق چراغ علی کے گھر واقع ''ڈومنی سٹریٹ نمبر سات'' (Domineestraat, 7) سے نورانی کو گرفتار کر لیا اور پولیس سٹیشن لے جا کر تحقیق شروع کر دی۔ نورانی کی گرفتاری کی خبر جنگل کی آگ کی طرح ملک میں پھیل گئی اور سنّی حلقوں میں کھلبلی مچ گئی۔ ان کے سرکردہ افراد نے اپنی ہر امید گاہ پر جا کر ماتھا رگڑا اور اس کی رہائی کی بھیک مانگی، لیکن کہیں شنوائی نہ ہوئی۔ (S.M.A) ''سنّی مسلم ایسو سی ایشن'' کا صدر حاجی مشعل سبحان آرمی چیف ''ڈی سی بوترز (Mr.Desiré Delano Bouterse) کے پاس گیا اور اُس سے مداخلت کی درخواست کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ تقریباً بیس گھنٹے نورانی پولیس کی تحویل میں رہا اور اسے ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر آئندہ کے لئے سرینام میں داخلے پر پابندی لگائی گئی اور منگل 12 اپریل 1988ء کو پولیس کی تحویل میں اسے ائیرپورٹ پہنچایا گیا اور پولیس کی نگرانی میں جہاز پر سوار کروایا گیا۔ یوں صداقت کا یہ دشمن ذلّت اور رسوائیاں سمیٹتا ہوا اور مسیح الزمان کے الہام ''اِنّی مُھِینٌ مَن اَرَادَ اِھَانَتَک'' کی عملی تفسیر بن کر سرینام سے رخصت ہوا۔ پولیس جب نورانی کو ائیرپورٹ لے جا رہی تھی تو بیسیوں سنّی اپنی کاروں پر سوار احتجاجی طور پر ہارن بجاتے اس کے پیچھے گئے۔ لیکن وزیر موصوف اور پولیس نے کسی قسم کے دباؤ کو قبول نہ کیا۔

اخبارات میں اس واقعہ کا خوب چرچا ہوا اور کئی دن تک اس حوالے سے مختلف خبریں شائع ہوتی رہیں۔ روزنامہ De Ware Tij میں جمعرات 14 اپریل کو صفحہ نمبر 1 پر نورانی کی تقریر کے الفاظ، گرفتاری اور ملک بدری کی خبر شائع ہوئی۔ S.I.V. کی طرف سے شام کے اخبار روزنامہ دی ویسٹ (De West) میں 12 اپریل کو انتہائی مہذب الفاظ میں نوارنی کی اس حرکت کی مذمت کی گئی، اور خلافت انجمن کو آئندہ اس قسم کے علماء کو دعوت دینے سے پرہیز کا مشورہ دیا گیا۔

سینئر انسپکٹر اور پولیس کے ترجمان مسٹر ہمفری ناردن Mr. Humphrey Naarden نے 23 جنوری 2013ء کو اخباری نمائندوں کو ایک انٹرویو دیا جس میں گزشتہ سال کے دوران غیر قانونی طور پر ملک میں مقیم افراد کی ملک بدری کے حوالے سے بات کی۔ اس دوران اس نے یہ بھی ذکر کیا کہ مذہبی منافرت پھیلانے کی بنا پر ملکی تاریخ میں اب تک صرف ایک شخص کو ملک بدر کیا گیا ہے۔ اس وقت مَیں پولیس سروس میں نیا تھا اور میری رات کی ڈیوٹی ہوتی تھی، جب ایک مذہبی تنظیم کے خلاف نفرت انگیز تقریر کرنے پر ایک غیر ملکی کو گرفتار کیا گیا اور ملک بدر کیا گیا۔ یہ انٹرویو مورخہ 24 جنوری 2013ء بروز جمعرات روز نامہ'' داخ بلاد سرینام'' (Dagbald SURINAME) کے صفحہ 02 پر شائع ہوا۔

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

صدسالہ جوبلی کی تقریبات

1989ء جماعت کی تاریخ میں ایک یادگار سال تھا جب دنیا بھر میں جماعت کے قیام کے سو سال پورے ہونے کا جشن انتہائی جوش وجذبے اور جماعتی روایات کے مطابق منایا گیا اور مختلف تقریبات اور نمائشوں کا بھی اہتمام کیا گیا۔ اس ضمن میں سرینام میں جو نمایاں کام ہوئے وہ درج ذیل ہیں۔

یوم مصلح موعود کے موقع پر 18 مارچ 1989ء کو اخبار (De Ware Tijd) میں پیشگوئی مصلح موعود اور خلافت ثانیہ میں جماعتی ترقی کے حوالے سے ایک مضمون شائع ہوا اور اخبار نے لکھا کہ آپ کے ذریعہ چالیس سے زائد ممالک میں مشنز کا قیام عمل میں آیا۔ نیز صدسالہ جشن تشکر کے انعقاد کا پروگرام اور نمائش کتب کا اعلان بھی شائع ہوا۔

شام کے اخبار (De West) میں 23 مارچ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر اور جشن تشکر کے Logo کے ساتھ یہ اعلان شائع ہوا کہ آج رات 8 بجے 67 Ephraimszegenweg پر احمدیہ صدسالہ جشن تشکر کے حوالے سے جلسہ منعقد کیا جا رہا ہے۔ تین دفعہ روزنامہ (De Ware Tijd) میں جشن جوبلی کے انعقاد کا اعلان کروایا گیا اور اس حوالے سے ایک تفصیلی مضمون بھی اسی اخبار میں شائع ہوا۔ مورخہ 16 تا 31 مارچ ٹی وی چینل (STVS) پر احمدیہ جماعت کے سو سال کی سرخی کے ساتھ جشن تشکر کا Logo دکھایا جاتا رہا۔

جشن تشکر کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام مورخہ 24 مارچ کو ریڈیو پر پڑھ کر سنایا گیا۔ 23 مارچ کو ایک کامیاب جلسہ اور نمائش کا انعقاد کیا گیا۔ یکم اپریل 1989ء کو اخبار (De Ware Tijd) نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تصویر کے ساتھ جماعت کے اس جلسہ کی تفصیلی رپورٹ شائع کی۔ اور خلیفہ وقت کے پُرمعارف پیغام کا کچھ حصہ بھی شائع کیا۔ مولانا اشرف اسحٰق صاحب نے محترم مولانا حسن بصری صاحب کے ہمراہ وزیر تعلیم (Mr. Venetiaan) سے ملاقات کی اور انہیں ڈچ ترجمہ والے قرآن مجید کے علاوہ متعدد کتب پیش کیں۔ نیز وزارت تعلیم کی لائبریری اور کلچرل سنٹر سرینام کی لائبریری کو اس یادگار موقعہ کی مناسبت سے چند جماعتی کتب کا تحفہ دیا گیا۔ اس تقریب کی خبر مع تصویر روزنامہ (De Ware Tijd) میں مورخہ 5 اگست 1989ء کو شائع ہوئی۔

مولانا حسن بصری صاحب

مولانا حسن بصری صاحب کا نومبر 1987ء میں سرینام کے لئے تقرر منظور ہوا اور آپ 9/اگست 1988ء کو سرینام پہنچے۔ ایک سال محترم مولانا اشرف اسحٰق صاحب کے ساتھ مل کر کام کیا اور اگست 89ء کے آغاز میں ان سے مشن کا چارج لیا۔

مورخہ 17 اگست 1989ء کو برازیلین سفارتخانے کی قونصلر (Mr.Eduardo R.Gradusne) سے ملاقات کی اور انہیں قرآن مجید اور پرتگالی زبان کا کچھ جماعتی لٹریچر پیش کیا۔ 26 ستمبر 1989ء کو جماعتی وفد کے ساتھ بھارتی سفیر مسٹر اندر ورما چوپڑا (Mr. I. V. Chopra) سے ملاقات کی انہیں جماعت کا تعارف کروایا، قرآن مجید اور دیگر جماعتی لٹریچر پیش کیا۔

سرینام جماعت کا پہلا موصی

مورخہ 26 اگست 1989ء کو مجلس عاملہ کے اجلاس میں مبلغ سلسلہ نے نظام وصیت کی وضاحت کی اور ممبران عاملہ کو اس میں شمولیت کی طرف توجہ دلائی۔ اس تحریک پر سب سے پہلے سیکرٹری تبلیغ مکرم مرتضیٰ چراغ علی صاحب نے لبّیک کہا اور اسی شام مشن ہاؤس تشریف لائے اور وصیت فارم پُر کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ تمام ضروری امور کی تکمیل کے بعد ان کا فارم پُر کروایا گیا، اور اس طرح اس بزرگ کو سرینام کا سب سے پہلا موصی ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

1989ء کا سال جماعتی تاریخ میں جشن تشکر کے حوالے سے ایک یادگار سال ہے۔ اس سال مسیح محمدی کی جماعت کو قائم ہوئے سو سال مکمل ہوئے، دنیا بھر میں جماعتوں نے یہ سال مختلف دینی پروگراموں میں گزارا۔ چار نومبر 89ء کو سرینام کا دسواں جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں مہمانوں کی بڑی تعداد شامل ہوئی۔ اس موقعہ پر ایک وسیع نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جسے شاملین جلسہ نے بڑے شوق سے دیکھا۔

مولانا مبارک احمد نذیر صاحب کا دورہ

مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مبلغ سلسلہ کینیڈا ابن مولانا نذیر احمد علی دسمبر 1990ء کے آواخر میں مختصر دورے پر سرینام تشریف لائے۔ وزیر داخلہ مسٹر ولم شیخ کریم صاحب آپکی ملاقات کروائی گئی، آپ نے انہیں قرآن مجید اور دیگر جماعتی کتب پیش کیں۔ نیز آپ نے کچھ دوسرے جماعتی پروگرامز میں بھی شرکت کے علاوہ معروف صحافی (Mr. Nico Waagmeester) مسٹر نیکو واخ میسٹر سے بھی ملاقات کی اور سوالات کے جوابات دئے۔ آپ کا یہ انٹرویو روزنامہ (De Ware Tijd) میں 30 دسمبر 1990ء کو شائع ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 29 مئی 1991ء تا 4 جون 1991ء سرینام کا دورہ فرمایا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی آمد سے قبل مورخہ 25 مئی 1991ء کو ملک کے مشہور اخبار De Ware Tijd میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصویر کے ساتھ حضور کے تعارف اور جماعتی عقائد کے حوالے سے خبر شائع ہوئی۔

(باقی آئندہ)

زلزلے، سونامی اور موعود اقوامِ عالم

(ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔ آسٹریلیا)

گزشتہ دنوں جاپان میں مارچ 2011ء میں آنے والے تاریخ کے ایک بدترین زلزلہ اور سونامی کے بعد پانچ سال گزر جانے پر پورے ملک میں سرکاری طور پر تعزیتی اور یادگاری تقریبات منعقد کی گئیں۔ ایک اندازہ کے مطابق اس سونامی سے متأثر ہونے والے 180,000 افراد ابھی تک بے گھر ہیں۔ جبکہ لگ بھگ 20,000 افراد لاپتہ یا جاں بحق ہوئے۔ املاک اور کاروبار کا نقصان اس کے علاوہ ہے۔ اس پیمانہ کی تباہی کی ایک وجہ زلزلہ اور سونامی کی وجہ سے فوکوشیما ایٹمی پلانٹ کا تباہ ہو جانا بھی تھا جس کے تابکاری اثرات ابھی مکمل طور پر زائل نہیں ہوئے۔ اس زلزلہ اور سمندری طوفان سے جاپان ہی نہیں بلکہ آس پاس کے ممالک بشمول آسٹریلیا و دیگر جزائر مشرق بعید بھی بری طرح متأثر ہوئے تھے۔

سیدنا حضرت اقدس مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 18/ مارچ 2011ء میں اس زلزلہ سے ہونے والی ہولناک تباہیوں کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے حوالے سے قدرتی آفات کے ظہور پر اللہ تعالیٰ کے حضور خاص دعاؤں اور خشیتِ الٰہی کی طرف توجہ دلائی تھی اور فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والے کسی بھی قسم کے موسمی تغیر یا آفت کو دیکھتے ہیں تو اس وقت وہ مزید اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہیں۔

موجودہ دَور میں زلازل، طوفانوں اور تباہ کن سیلابوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی قدرتی آفات کے ظہور کے ایک اہم پہلو اور پس منظر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

''اکثریت سمجھتی ہے کہ موسمی تغیرات یا زمینی اور آسمانی آفات قانونِ قدرت کا حصہ ہیں اور کچھ عرصے بعد انہوں نے آنا ہی ہوتا ہے، ایک معمول ہے جن کے مطابق یہ آتی ہیں۔...... یہ ٹھیک ہے کہ قانونِ قدرت کے تحت آفات آتی ہیں، یہ بھی ٹھیک ہے کہ زلزلے جب آتے ہیں تو زمین کی نچلی سطح کی جو پلیٹس ہیں ان میں تغیر زلزلوں کا باعث بنتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ نیوزی لینڈ یا جاپان وغیرہ کے علاقوں میں، مشرق بعید کے علاقوں میں جو جزائر ہیں وہ ان پلیٹس کے اوپر آباد ہیں جس کی وجہ سے ان علاقوں میں زلزلے زیادہ آتے ہیں۔ لیکن یہ بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے کسی بھیجے ہوئے اور فرستادے نے اپنی سچائی کے لئے ان زلزلوں کی پیشگوئی تو نہیں کی؟''

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 18/مارچ 2011ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

حضور انور ایدہ اللہ نے بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیاں تفصیلاً بیان کر کے بتایا کہ کس طرح آپؑ نے اپنے دعویٰ کو زلزلوں اور آفات کے ساتھ جوڑا اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر ان حوادث اور زلزلوں کے بارے میں پیشگوئی فرمائی۔ اس ضمن میں حضور انور نے فرمایا:

''جہاں یہ آفات، یہ زلزلے آتے ہیں وہاں ان کے لئے ایک خوشخبری بھی ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس حسنِ ظن کے مطابق وہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی تعلیم کو سمجھ

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: جلسہ سالانہ ماریشس از صفحہ 4

نے قرآن کریم کی روشنی میں بتایا کہ نیکی بغیر قربانی کئے حاصل نہیں ہوسکتی۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی قربانیوں کی مثالیں بیان کیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے رضی اللہ عنھم کا خطاب حاصل کیا۔ اس کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کیا۔ آخر پر مکرم امیر صاحب نے جلسہ کے ایام میں مہمانوں کا خاص خیال رکھنے اور منتظمین کی کامل اطاعت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

لوائے احمدیت اور افتتاحی اجلاس

تین بجے بعد دوپہر مہمانِ خصوصی مکرم ومحترم مرزا خورشید احمد صاحب نے جلسہ گاہ کے باہر لوائے احمدیت لہرایا اور دعا کروائی۔ اس موقعہ پر امیر صاحب ماریشس نے ملکی پرچم لہرایا اور احباب جماعت نے اسلام اور احمدیت کے نعرے لگائے۔ اس کے ساتھ ہی جلسہ سالانہ کا افتتاحی اجلاس مہمانِ خصوصی مکرم ومحترم مرزا خورشید احمد صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم نور محمد تراب علی طالب علم جامعہ احمدیہ غانا نے کی اور ترجمہ مکرم فواد لال بہاری صاحب نے پیش کیا۔ مکرم شاہد ہولاش صاحب نے نظم ''لوگو سنو کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں'' ترنم سے پڑھی جس کے بعد مہمان خصوصی نے افتتاحی خطاب فرماتے ہوئے حاضرین جلسہ کو ماریشس میں احمدیت کے قیام پر سو سال مکمل ہونے پر مبارک باد پیش کی اور مختصر طور پر 1915 میں جماعت کے قیام کی تاریخ پر روشنی ڈالی۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے اُس دور کا ذکر کیا جبکہ آپ ایک گمنامی کی زندگی بسر کر رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ آپ کو خبر دے رہا تھا کہ ایک ہجوم تیری طرف آئے گا اور تو نے لوگوں کی ملاقات سے تھکنا نہیں۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں وہ وقت آیا جب آپ نے جلسہ سالانہ کا آغاز فرمایا اور صرف 75 افراد اُس میں شامل ہوئے اور آج وہ وقت ہے کہ دُنیا کے کونے کونے میں یہ جلسے منعقد کئے جارہے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ ان میں شرکت کررہے ہیں۔ آپ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جلسہ کے قیام اور مقاصد سے متعلق تحریرات پڑھ کر سُنائیں۔ اور بتایا کہ جلسہ کے انعقاد کے مقاصد اور بھی بہت ہوں گے لیکن ان تحریرات سے جو میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہیں:

1۔ ملاقات۔ 2۔ فکرِ معاد۔ 3۔ خوفِ خدا۔ 4۔ زُہد۔ 5۔ تقویٰ۔ 6۔ خدا ترسی۔ 7۔ پرہیز گاری۔ 8۔ نرم دلی۔ 9۔ باہم محبت۔ 10۔ مؤاخات۔ 11۔ انکسار۔ 12۔ تواضع۔ 13۔ راستبازی۔ 14۔ دینی مہمات میں سرگرمی۔

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار بشمولہ شہادۃ القرآن سے اقتباسات پڑھ کر جلسہ کے قیام اور مقاصد کی اہمیت پر بڑے پیارے انداز میں روشنی ڈالی۔ اسی طرح آپ نے اشتہار 7 دسمبر 1892ء سے جلسہ میں شرکت کرنے والوں کے لئے دعائیں بھی پڑھ کر سُنائیں۔ اس خطاب کے آخر پر جبکہ شام کے پانچ بج رہے تھے تمام حاضرین نے جلسہ گاہ میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست خطبہ جمعہ سنا اور دیکھا۔ اس خطبہ کا ساتھ ساتھ کریول زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ کے آخر پر جلسہ سالانہ ماریشس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''آج ماریشس کا جلسہ سالانہ ہو رہا ہے اور ماریشس میں جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے ایک سو سال ہو چکے ہیں۔ وہ اپنی سینٹنری (centenary) منا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا یہ جلسہ بھی ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور یہ سو سال آئندہ وہاں نئی ترقیات کا پیش خیمہ ثابت ہوں اور نئے سے نئے منصوبے کریں۔ وہاں بعض فسادی لوگ بھی ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے بھی جماعت کو محفوظ رکھے اور ہر شر سے بچائے اور ہر لحاظ سے جلسے کو اور ان کے پروگراموں کو بابرکت فرمائے۔''

شام چھ بجے حضورِانور کے خطبہ جمعہ کے ساتھ ہی جلسہ کے پہلے روز کی کارروائی ختم ہوئی۔ حاضرین جلسہ کو رات کا کھانا پیش کیا گیا۔ نماز مغرب وعشاء ادا کرنے کے بعد سب لوگ اسپیشل بسوں اور اپنی کاروں کے ذریعہ گھروں کو روانہ ہوئے۔

دوسرا روز

14 نومبر بروز ہفتہ جلسہ کے دوسرے روز مرکزی مسجد دارالسلام روز ہل میں اجتماعی نماز تہجد مکرم شریف عودہ صاحب امیر جماعت کبابیر نے پڑھائی اور بعد نماز فجر مکرم الیاس منیر صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی نے قرآن کریم سے سورۃ الاحقاف آیت 16 کی تلاوت کی اور اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے والدین کے حقوق اور تربیت اولاد کرنے کے ساتھ ساتھ دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ درس کے بعد سب نے اجتماعی ناشتہ میں شرکت کی۔

دوسرا اجلاس

یہ اجلاس صبح دس بجے مکرم مولانا مظفر سدھن صاحب

مبلغ سلسلہ کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد پہلی تقریر نیشنل سیکرٹری تبلیغ مکرم مبارک بدھن صاحب نے ''ذکر الٰہی کی اہمیت'' کے موضوع پر کی جس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب ذکر الٰہی سے اقتباسات پیش کرتے ہوئے ذکر الٰہی کے مختلف طریق اور اقسام پر روشنی ڈالی۔ دوسری تقریر امیر جماعت کبابیر مکرم شریف عودہ صاحب نے کی جس کا عنوان تھا ''عرب دُنیا میں احمدیت کا نفوذ''۔ آپ نے اس موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ آج اللہ کے فضل سے خلافتِ خامسہ کے دور میں عرب دُنیا میں جہاں ایک طرف زمینی انقلاب برپا ہو رہے ہیں وہیں روحانی دُنیا میں بھی عظیم انقلاب برپا ہو رہے ہیں۔ آپ نے بیت لحم کے ایک پادری کی خواب کا بھی ذکر کیا جس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مریم علیہا السلام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیچھے پیچھے چل رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضورِانور کو عربوں کو اُن کی زبان میں خطاب کرنے اور ایم ٹی اے العربیہ جاری کرنے کی توفیق ملی۔ ہماری سوچیں محدود ہیں ہمیں یہ سب ناممکن نظر آتا تھا لیکن آج اللہ کے فضل سے تمام عرب دُنیا میں ایم ٹی اے العربیہ کے چرچے ہیں۔ یہاں تک کہ مصر کے صدر حسنی مبارک جو ایک لمبے عرصے سے صدر چلے آرہے تھے نے جس دن اس ٹی وی چینل کو بند کرنے کے احکامات جاری کئے تو اگلے سال اُسی دن اس کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا گیا۔ اب عرب دُنیا یہ کہہ رہی ہے کہ اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر۔ اس تقریر کے بعد ناصرات نے عربی قصیدہ:

یَاعَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ

ترنم سے پڑھا۔ اس اجلاس کی آخری تقریر امیر غانا مکرم محمد بن صالح صاحب نے ''غانا میں احمدیت'' کے عنوان سے کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ جب احمدیت کا غانا میں نفوذ ہوا تو اس وقت اسے گولڈ کوسٹ کہا جاتا تھا۔ غانا کے شمال میں مسلمانوں کی اکثریت آباد ہے جبکہ جنوب میں عیسائی اکثریت والے علاقے ہیں۔ احمدیت کی آمد سے پہلے مسلمانوں کی حالت بہت ہی کمزور تھی اور وہ صرف نام کے مسلمان تھے۔ سکول میں تعلیم حاصل کرنا کفر سمجھا جاتا تھا۔ قرآن کریم کا ترجمہ کرنا گناہ تصور کیا جاتا تھا اور مسلمانوں کا صرف نام باقی تھا۔ غانا کے ایک بزرگ نے 3 مرتبہ خواب دیکھا کہ اُنہیں ایک سفید پوش آدمی نماز پڑھا رہا ہے۔ جس پر اُنہوں نے ریویو آف ریلیجنز سے ایڈریس لے کر مبلغ بھجوانے کی درخواست کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحبؓ کو لندن سے غانا بھجوایا اور آپ نے مشن کا قیام کیا۔ تمام خلفاء کا غانا کے ساتھ ایک خاص پیار اور شفقت کا سلوک چلا آرہا ہے۔ آج خدا کے فضل سے غانا میں کئی سکولوں اور ہسپتالوں کے ساتھ ساتھ ایک انٹرنیشنل جامعہ احمدیہ کا قیام بھی عمل میں آچکا ہے جس میں دُنیا کے 17 ممالک سے نوجوان تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن میں ماریشس بھی شامل ہے۔ اور خدا کے فضل سے غانا میں احمدیوں کی تعداد ماریشس کی کل آبادی سے بھی زائد ہے۔

اس تقریر کے ساتھ ہی دوسرے روز کے پہلے اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی اور کھانے کا وقفہ ہوا۔

تیسرا اجلاس

ایک بجے دوپہر بعد نمازِ ظہر وعصر امیر جماعت ماریشس مکرم موسیٰ تیجو صاحب کی صدارت میں اس جلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت کریم اور نظم سے ہوا جس کے بعد تین تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم ابراھیم نونن صاحب مبلغ سلسلہ آئرلینڈ نے ''آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے لئے بطور رحمت'' کے عنوان سے کی۔ آپ نے بتایا کہ اللہ ربّ العالمین نے اپنی صفت رحمٰن کے تحت ہمیں رحمۃ اللعالمینؐ جیسا عظیم الشان نبی عطا فرمایا ہے اب یہ ہمارا فرض ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلتے ہوئے دُنیا کو اس پیارے نبی کے راستہ پر چلائیں نہ کہ دُنیا میں اس معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ظلم اور قتل و غارت سے لوگوں کو اسلام اور اس پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور کرنے والے بنیں۔ آج امت مسلمہ میں جس قدر ظلم اور ناانصافی کا بازار گرم ہے اسے ختم کرنے کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین نمونہ کو دُنیا میں رائج کرنا ہی جماعت احمدیہ کا اصل مقصد ہے۔

قریبی جزائر سے پیغامات

ماریشس کے آس پاس کے دوسرے جزائر جو انتظامی طور پر جماعت ماریشس کے تحت ہی کام کر رہے ہیں، سے آئے ہوئے نمائندگان نے جماعت ماریشس کے قیام پر سو سال مکمل ہونے پر مبارکباد پیش کی اور پیغامات پڑھ کر سنائے۔ چنانچہ مڈگاسکر سے مبلغ سلسلہ مکرم مجیب احمد صاحب، روڈرگز سے غلام کاظمی، قموروز سے صدر جماعت سعید عمر درویش، مایوٹ سے امام سعید اور ری یونین سے صدر جماعت فرخ حمید صاحب نے یہ پیغامات پڑھ کر سُنائے۔

اس کے بعد مکرم مختار دین تیجو صاحب نے نظم

''جمال وحسن قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے''

ترنم سے پڑھی اور دوسری تقریر مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب مبلغ سلسلہ امریکہ نے فضائل القرآن کے موضوع

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

0092 47 6212515

15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT

0044 20 3609 4712

پر کی۔مکرم مولانا صاحب نے بتایا کہ بائبل بھی کہتی ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور قرآن کریم نے بھی ایک پاک بات کی مثال ایک پاک درخت سے دی ہے جو ہروقت اپنے پھل دیتا ہے اور ایک بُری بات کی مثال ایک بُرے درخت سے دی ہے۔قرآن کریم وہ درخت ہے جس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ثابت ہوتی ہے اور یہی وہ پاک درخت ہے جسے ہم نے تمام دُنیا میں لگانا ہے تاکہ دُنیا اس کے پھل کھائے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰن کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح بیان کیں اور ''اگر دُنیا میں کامیاب ہونا ہے تو قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو'' کی طرف توجہ دلائی۔مولانا اظہر صاحب نے ایک فرنچ جرنلسٹ کا جو 10 ماہ تک داعش کے قبضہ میں رہنے کے بعد کسی طریقے سے وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوا تھا واقعہ بیان کیا کہ باوجود اُس کے مانگنے کے اُسے قرآن کریم پڑھنے تک کو نہیں دیا گیا اور اُس جرنلسٹ نے گواہی دی کہ ان لوگوں کا اسلام اور قرآن سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی ان کے دلوں میں اسلام اور قرآن کی محبت ہے۔مولانا صاحب نے توجہ دلائی کہ قرآن کریم میں واضح طور پر لکھا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی گواہی دیں گے اے اللہ میری اس قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔اس لئے اب ہماری ذمہ داری ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے دُنیا میں قرآن لے کر نکلیں۔مولانا صاحب نے بتایا کہ ماریشس کی جماعت خوش قسمت ہے کہ یہاں آغاز میں حفاظ مبلغین نے آکر احمدیت کا پودا لگایا جو آج خدا کے فضل سے ہر طرف پھیل رہا ہے۔

اس اجلاس کی آخری اور تیسری تقریر مکرم عبدالباسط شاہد صاحب امیر جماعت انڈونیشیا نے ''دُنیا کے سب مسائل کا حل صرف نظام خلافت ہے'' کے موضوع پر کی۔آپ نے بتایا کہ آج دُنیا میں صرف جماعت احمدیہ کے خلیفہ ہی ہیں جنہیں دُنیا کے بڑے بڑے سربراہان کو بذریعہ خطوط امن اور انصاف کے قیام کی طرف توجہ دلانے کی توفیق مل رہی ہے۔اور صرف یہی وہ نصائح ہیں جن پر چل کر دُنیا امن حاصل کرسکتی ہے۔آج خلیفۃ المسیح ہی ہیں جنہیں دُنیا کی مختلف ممالک کی پارلیمنٹ میں جاکر دُنیا کو مستقبل میں آنے والے خطرات سے آگاہ کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔آج دُنیا میں انصاف اور قیام امن کے لئے جو درد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دل میں پایا جاتا ہے جسے ہم آپ کے مختلف خطابات میں سُن چکے ہیں اس کا عشر عشیر بھی کہیں نظر نہیں آئے گا۔اور یہ خلیفۃ المسیح ہی ہیں جو خود بھی دن رات اس کے لئے نہ صرف عملی کوششیں کررہے ہیں بلکہ دن رات خدا کے حضور خود بھی دعائیں کر رہے ہیں اور اپنی جماعت کو بھی مسلسل خاص دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔اس تقریر کے ساتھ ہی اس اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی اور چائے کا وقفہ ہوا۔

چوتھا اور خصوصی اجلاس

چار بجے شام غیر از جماعت مہمانوں کے لئے خصوصی اجلاس کی کارروائی کا آغاز بھی تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔اس اجلاس میں 2 وائس پرائم منسٹر اور 4 سینئر منسٹرز کے علاوہ 3 شہروں کے میئرز اور متعدد کونسلرز، ویلج پریذیڈنٹ اور دوسرے مذہبی وسماجی کارکنان ملاکرکُل 128 غیر از جماعت افراد نے شرکت کی۔مکرم امیر صاحب نے سب مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور ان کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔آپ نے جماعت کی سوسالہ تاریخ کا مختصر ذکر کرتے ہوئے مہمانوں کو بتایا کہ ماریشس کی زمین بڑی خوش قسمت ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین صحابہ بطور مبلغین تشریف لائے۔امیر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب پیغام صلح سے اقتباسات پڑھ کر سُنائے جہاں حضرت مسیح موعودؑ نے معاشرے میں ایک دوسرے کے ساتھ پیار اور محبت سے رہنے کی تعلیم دی ہے۔آپ نے بتایا کہ آج اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ خلافت کے سائے میں دُنیا میں امن قائم کرنے کے لئے کوشاں ہے۔مکرم امیر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے سربراہان مملکت کو لکھے گئے خطوط سے بھی اقتباسات پڑھ کر سُنائے۔اس کے بعد Mr Roshi Bhadain - Minister of Financial Services, Good Governance and Institutional Reforms نے حاضرین جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے سب سے پہلے گزشتہ روز فرانس میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعہ پر اظہار افسوس کیا۔اس کے بعد جناب منسٹر نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے کیپٹل ہل میں دیئے گئے خطاب

سے اقتباس پڑھا جس میں حضور انور نے بیان کیا ہے کہ انصاف کے بغیر دُنیا میں امن ممکن نہیں۔

اس کے بعد دوسرے نمبر پر Mr Ivan Leslie Collendavelloo - Vice Prime Minister and Minister of Energy and Public Utilities نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میرا تعلق روز ہل سے ہے۔مَیں اسی علاقے سے منتخب ہوکر پارلیمنٹ میں پہنچا ہوں جہاں جماعت احمدیہ کا مرکز یعنی مسجد دارالسلام واقع ہے۔مجھے آج جماعت کے سوسالہ سنگ میل کے موقعہ پر جلسہ میں حاضر ہوکر بہت خوشی محسوس ہورہی ہے۔جماعت کی سوسال میں اس قدر ترقی حیران کن ہے۔آج سے سوسال قبل چند ایک لوگوں نے ہر قسم کی تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے جماعت کا پودا لگایا۔اور 1923 میں مسجد دارالسلام کا قیام عمل میں آیا جو آج روز ہل کی پہچان ہے جہاں سے پھر ہر شعبے میں خدمت کرنے والے نوجوان جیسے کہ ڈاکٹرز، ٹیچرز، اکاؤنٹنٹ اور بزنس مین پیدا ہوئے۔یہاں تک کہ ملک کے آڈیٹر جنرل بھی یہیں سے نکلے جنہوں نے ملک میں نیک نامی اور اچھی شہرت کمائی ہے۔ان سب نے ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے اور بڑی سادگی اور عاجزی سے انہوں نے دوسروں کی مدد کی ہے۔انہوں کہا کہ میں بڑے زور سے کہوں گا کہ آپ اپنے اعتقادات پر بڑی ایمانداری سے عمل کرتے ہیں اور انصاف اور امن کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں اور یہی بات آپ کو دوسرے سب لوگوں سے الگ کرکے دکھاتی ہے۔

بعدازاں Mr Duval Charles Gaëtan Xavier - Luc - Deputy Prime Minister, Minister of Tourism and External Communications نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایک مرتبہ پھر میں آپ کے درمیان حاضر ہوکر خوشی محسوس کررہا ہوں۔گزشتہ کل فرانس میں ہونے والے دہشتگردی کے واقعہ پر جس میں 127 معصوم جانیں ضائع ہوئی ہیں کے لئے ہم سب لوگ کھڑے ہوکر ایک منٹ کے لئے خاموشی اختیار کریں گے۔چنانچہ سب حاضرین جلسہ نے اس المناک حادثہ پر کھڑے ہوکر ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی۔وائس پرائم منسٹر نے کہا کہ ہم بہت خوش قسمت ہیں جو سب امن کے ساتھ اس جزیرہ میں رہ رہے ہیں۔جماعت احمدیہ نے اس امن کی فضا کو مزید بہتر بنانے کے لئے ایک ماہ قبل جو سارے ملک میں بڑے بڑے بِل بورڈ لگوائے جس پر لکھا تھا 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'۔اس نیک کام پر حکومت آپ کی شکرگزار ہے۔آپ لوگوں نے پیسے خرچ کرکے اس ملک کے ماحول کو اچھا بنانے کے لئے مستحسن کام کیا ہے۔

اس اجلاس کے لئے حضور انور کی طرف سے صدارت اور خطاب کے لئے مقرر مکرم شیراز احمد صاحب نائب ناظر اعلیٰ و ناظر تعلیم قادیان نے اس اجلاس کا آخری اور مرکزی خطاب ''اسلام کی امن اور خدمتِ انسانیت سے متعلق تعلیم'' کے عنوان سے کیا۔آپ نے بھی سب سے پہلے فرانس میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعہ پر اظہارِ افسوس کیا۔اس کے بعد امن اور انسانیت کی خدمت سے متعلق قرآنی آیات پڑھ کر سنائیں کہ خدا کے بندے اس کی محبت میں بھوکوں اور ضرورت مندوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور دوسروں کو اپنے پر ترجیح دیتے ہیں۔پھر اس موضوع پر متعدد احادیث پیش کیں مثلاً آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک یہودی کے جنازہ پر کھڑے ہوجانا۔اسی طرح ایک حدیث جس میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے ایک بندے سے پوچھے گا کہ میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا، میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، میں ننگا تھا تو نے مجھے کپڑا نہیں پہنایا۔جب بندہ کہے گا اے خدا تو کب ایسا تھا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جب میرا فلاں فلاں بندہ تیرے پاس آیا تھا تو وہ میں ہی تھا۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن پر رحمت کی نظر رکھتا ہے جو دوسروں پر رحمت کی نظر رکھتے ہیں۔مکرم شیراز صاحب نے اس مضمون کی مناسبت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات بھی پڑھ کر سُنائے جن میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انسانیت سے محبت ایک ایسی چیز ہے جو اگر انسان چھوڑ دے تو وہ آہستہ آہستہ حیوان ہوجاتا ہے۔اور محبت صرف اپنے ہم مذہب سے ہی نہیں ہونی چاہیے۔انسانیت کی خدمت اور ان سے محبت ایک بہت بڑی عبادت ہے اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔اگر ایک ہندو کا گھر جل رہا ہے اور کوئی اس کی مدد نہیں کرتا تو وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔اگر کوئی کسی عیسائی کو قتل کررہا ہے اور وہ اس کی مدد نہیں کرتا تو وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا ایک واقعہ بیان کیا جب ایک بوڑھی عورت نے خط پڑھنے کو دیا تو آپ کے ساتھی نے اُسے جھڑک دیا لیکن آپ وہیں رُک گئے اور اُسے خط پڑھ کر سُنایا اور سمجھایا۔مکرم شیراز صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی کتاب Pathway To Peace سے بھی اقتباسات پڑھ کر بتایا کہ اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ صحیح انصاف سے ہی حقیقی امن قائم ہوسکتا ہے۔آج دُنیا کو ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور اس کی تعلیم پر عمل کرے۔دعا کے ساتھ یہ اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔جس کے بعد مہمانوں کو چائے پیش کی گئی۔نمازِ مغرب وعشاء اور رات کے کھانے کے بعد افرادِ جماعت اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔

تیسرا روز

15 نومبر بروز اتوار جلسہ کے تیسرے اور آخری روز کا آغاز بھی مسجد دارالسلام روز ہل میں باجماعت نمازِ تہجد اور نمازِ فجر سے ہوا جو مکرم مولانا صدیق منور صاحب نے پڑھائی اور درس دیا جس کے بعد تمام حاضرین نے اجتماعی ناشتہ میں شرکت کی۔

پانچواں اور اختتامی اجلاس

10 بجے صبح پانچویں اور اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز حضور انور ایدہ اللہ کی منظوری سے مکرم ومحترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ کی صدارت میں شروع ہوا۔تلاوت قرآن کریم کے بعد وقفِ نو بچوں نے قصیدہ

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِماً

ترنم سے پڑھا۔اس اجلاس کی پہلی تقریر خاکسار بشارت نوید مبلغ انچارج ماریشس نے ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کے عنوان سے کی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے آقا ومطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے مثال عشق وہ ہے جس کی گواہی اللہ تعالیٰ نے بھی دی۔فرشتوں نے بھی دی۔آپؐ کے اہل خانہ نے بھی دی۔آپؐ کے صحابہ نے بھی دی۔غیروں اور آپؐ کے مخالفوں نے بھی دی۔خاکسار نے وقت کی مناسبت سے اس کی چند مثالیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پیش کیں۔

دوسری تقریر جماعت احمدیہ ماریشس کی سوسالہ تاریخ اور احباب جماعت کی خدمات کے عنوان سے امیر جماعت ماریشس مکرم ومحترم موسیٰ تیجو صاحب نے کی۔آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ سوسال میں حضرت مسیح موعودؑ سے کئے گئے وعدوں کو پورا کیا اور آج تک ہم اس کے نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھتے جارہے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔اللہ تعالیٰ نے خود اس کا انتظام کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں یہ پیغام اس چھوٹے سے جزیرہ میں پہنچا جس کے نام سے آج بھی ایک بڑی دُنیا بے خبر ہے۔اب اس سے سوسال پہلے کا

تصور کریں کیسے اللہ تعالیٰ نے یہاں پیغام پہنچایا اور پھر چار احمدی فوجیوں کو برٹش فوج کے ذریعہ یہاں لایا جنہوں نے یہاں مقامی احمدیوں سے مل کر تبلیغ کی اور پھر مبلغ سلسلہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ کی خدمت میں درخواست کی۔ حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ نے انتھک کوششوں سے جماعت کا مرکز قائم کیا۔ اور اللہ کے فضل سے آج آپ کو جماعت احمدیہ کے افراد ہر میدان میں اس ملک اور ملک سے باہر خدمت کرتے نظر آئیں گے۔ مکرم امیر صاحب کی تقریر کے بعد مکرم مولانا صدیق منور صاحب نے فرنچ گیانا کی طرف سے مبارکباد کا پیغام پڑھا۔ اس کے بعد تعلیمی میدان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء میں ایوارڈ اور اسناد پیش کی گئیں۔

اختتامی خطاب مکرم ومحترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیلِ اعلیٰ تحریک جدید ربوہ نے فرماتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہم ماریشس میں جماعت احمدیہ کو دوسری صدی میں داخل ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ میں اس مبارک موقعہ پر آپ سب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ جماعت ماریشس کو اپنی دوسری صدی میں مکمل غلبہ عطا فرمائے اور اس جزیرہ میں ہر طرف احمدی ہی احمدی ہوں۔ مکرم چوہدری صاحب نے ’’اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ غلبہ کے وعدے اور ہماری ذمہ داریاں‘‘ کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ غلبہ کے بہت سے وعدے ہیں۔ یہ وعدے اور جماعت احمدیہ کا نظام لازم وملزوم ہے۔ نظام جماعت کے تحت کی جانے والی مساعی الٰہی پیشگوئیوں کے پورا کرنے کی ظاہری طور پر ایک حقیر کوشش ہے۔ اور یہ ساری کوششیں نظام جماعت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت ادا کرتی ہے۔ پہلا وعدہ ہے کہ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ ماریشس اُن ابتدائی ملکوں میں سے ہے جن میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ 1907ء میں ماریشس پہنچا۔ 1912ء میں پہلی بیعت ہوئی اور 1915ء میں پہلے مبلغ یہاں پہنچے اور باقاعدہ مشن کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد دوسری پیشگوئی روس سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں۔ پھر فرماتے ہیں کہ خواب میں دیکھا کہ زارِ روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں ہے اور اس میں پوشیدہ طور پر بندوق کی نالی بھی ہے۔ اس سے دونوں کام نکلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے مبلغین رشیا کے مختلف علاقوں میں کام کر رہے ہیں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ جماعت کو وہاں بھی غلبہ عطا فرمائے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عرب ممالک سے متعلق پیشگوئیاں بھی بیان کیں اور بتایا کہ اللہ کے فضل سے ایم ٹی اے کے ذریعہ جماعت دُنیا کے ہر کونے میں پھیل رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا: اِنِّیْ مَلَکْتُ الشَّرْقَ وَالْغَرْبَ یعنی مشرق ومغرب خدا نے میرے ماتحت کر دیئے۔ پھر انگریزی زبان میں الہام ہوا:

I Love You. I shell give you a large party of Islam.

اسی طرح غلبہ سے متعلق اور متعدد پیشگوئیاں بیان کرنے کے بعد احباب جماعت کو اس طرف توجہ دلائی کہ اگر ہم کوشش نہیں کریں گے تو یہ پیشگوئیاں کس طرح پوری ہوں گی۔ ہمیں بھرپور انفرادی اور اجتماعی کوشش کرنی ہوگی۔ تبلیغ کے ساتھ ساتھ ہمیں پمفلٹ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی اشاعت اور مطالعہ کی طرف بھی توجہ دینا ہوگی۔ آج اگر اسلام زندہ ہوگا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے ذریعہ ہی ہوگا۔ مکرم چوہدری صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشف کا ذکر کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’اوائل ایام جوانی میں ایک رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک عالیشان مکان میں ہوں جو نہایت پاک اور صاف ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف فرما ہیں۔ اُنہوں نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا چنانچہ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اس کے اندر چلا گیا اور جب مَیں حضور کی خدمت میں پہنچا تو حضور بہت خوش ہوئے اور آپ نے مجھے بہتر طور پر میرے سلام کا جواب دیا۔ آپ کا حسن وجمال اور ملاحت اور آپ کی پُرشفقت و پُرمحبت نگاہ مجھے اب تک یاد ہے اور مجھے کبھی بھول نہیں سکتی۔ آپ کی محبت نے مجھے فریفتہ کر لیا۔ اور آپ کے حسین وجمیل چہرہ نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے احمد تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ جب میں نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف دیکھا تو میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور میری اپنی ہی ایک تصنیف معلوم ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ میری ایک تصنیف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس کتاب کا کیا نام ہے تب میں نے حیران ہو کر کتاب کو دوبارہ دیکھا تو اُسے اُس کتاب کے مشابہ پایا جو میرے کتب خانہ میں تھی اور جس کا نام قطبی ہے۔ مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا نام قطبی ہے۔ فرمایا اپنی یہ کتاب مجھے دکھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ہاتھ لگتے ہی وہ ایک لطیف پھل بن گیا جو دیکھنے والوں کے لئے پسندیدہ تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے چیرا جیسے پھلوں کو چیرتے ہیں تو اُس سے بہتے پانی کی طرح مصفّٰی شہد نکلا اور میں نے شہد کی تراوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے ہاتھ پر اُنگلیوں سے کہنیوں تک دیکھی اور شہد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ٹپک رہا تھا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم گویا اس لئے مجھے وہ دکھا رہے ہیں تا مجھے تعجب میں ڈالیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ دروازے کی چوکھٹ کے پاس ایک مُردہ پڑا ہے جس کا زندہ ہونا اللہ تعالیٰ نے اس پھل کے ذریعہ مقدر کیا ہوا ہے اور یہی مقدّر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو زندگی عطا کریں۔ میں اسی خیال میں تھا کہ دیکھا کہ اچانک وہ مُردہ زندہ ہو کر دوڑتا ہوا میرے پاس آ گیا اور پیچھے کھڑا ہو گیا۔ مگر اُس میں کچھ کمزوری تھی گویا وہ بھوکا تھا۔ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور اس پھل کے ٹکڑے کئے اور ایک ٹکڑا اُن میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کھایا اور باقی سب مجھے دے دیئے۔ ان سب ٹکڑوں سے شہد بہہ رہا تھا۔ اور فرمایا: اے احمد اس مردہ کو ایک ٹکڑا دے دو تا اُسے کھا کر قوت پائے۔ میں نے دیا تو اُس نے حریصوں کی طرح اُسی جگہ ہی اُسے کھانا شروع کر دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی اُونچی ہوگئی ہے حتّٰی کہ چھت کے قریب جا پہنچی ہے اور میں نے دیکھا کہ اُس وقت آپ کا چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگا گویا اُس پر سورج اور چاند کی شعاعیں پڑ رہی ہیں۔ میں آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ رہا تھا اور ذوق اور وجد کی وجہ سے میرے آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ اُس وقت بھی مَیں کافی رو رہا تھا تب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ وہ مردہ شخص اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیوض کے ذریعہ سے اب میرے ہاتھ پر زندہ کرے گا اور تمہیں کیا پتہ شاید یہ وقت قریب ہو اس لئے تم اُس کے منتظر رہو۔ اور اس رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اپنے پاک کلام سے اپنے انوار سے اور اپنے باغ قدس کے پھلوں کے ہدیہ سے میری تربیت فرمائی‘‘۔ اس رؤیا کی روشنی میں مکرم چوہدری صاحب نے بتایا کہ اب اسلام اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا میں شان وشوکت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے ہی ہونی ہے جس کے لئے ہم سب کو بھرپور کوشش کرنی ہوگی اور یہ تعلیم دُنیا میں پھیلانی ہوگی۔

جلسہ کی اختتامی دعا سے قبل مکرم جنرل سیکرٹری صاحب نے گزشتہ سال وفات پانے والے 19 افراد کے نام بغرضِ دعا پڑھ کر سنائے۔ آخر پر مکرم چوہدری صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے خاص دعاؤں کی تحریک اور خلافت کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ تمام دُنیا میں امن کے قیام اور مختلف مقدمات میں پھنسے ہوئے اور مشکلات سے دوچار احمدیوں اسی طرح خدمت پر مامور مبلغین اور واقفین جنہوں نے خدمت کی ہے یا کر رہے ہیں سب کے لئے دعا کی تحریک کی اور آخر پر اختتامی دعا کروائی۔

اس جلسہ سالانہ میں ماریشس میں خدمت کرنے والے سابق مبلغین کے بچوں نے بھی شرکت کی جس میں حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب کے بیٹے اور بیٹیاں۔ مکرم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب کے تین بیٹے اور مکرم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب کے بیٹے۔ اس کے علاوہ ناروے سے مکرم کمال یوسف صاحب اور جرمنی سے مکرم الیاس منیر صاحب نے شرکت کی۔ اسی طرح ماریشس کے احمدیوں کی ایک بڑی تعداد نے جو مختلف ممالک میں رہائش پذیر ہیں شرکت کی جن میں خاص طور جماعت کی خدمت پر مامور مکرم ڈاکٹر نظام بدھن صاحب آئیوری کوسٹ سے، مکرم عطاء القیوم جمن صاحب نے لندن سے۔ جامعہ احمدیہ گھانا میں ماریشس کے زیرِ تعلیم طلبا مکرم شمیم جمال احمد اور نور تراب علی نے شرکت فرمائی۔

اس جلسہ کے روحانی ماحول کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں جس میں ماریشس کے مقامی احمدی اور دُنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے مہمانوں نے یہ دن گزارے۔ اس جلاس کی حاضری خواتین 1380 اور مرد 1050۔ اس طرح کل حاضری 2430 رہی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس جلسہ کی برکت سے ماریشس میں جماعت احمدیہ کو عظیم الشان ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

بقیہ: زلزلے، سونامی اور موعود اقوامِ عالم

از صفحہ 11

لیں تو بچائے بھی جائیں‘‘۔ (ایضاً)

متعدد عالمی اخبارات کے مطابق ٹوکیو کے سابق گورنر نے مبیّنہ طور پر مارچ 2011ء کی سونامی کو قہرِ خداوندی قرار دیا تھا جوان کے بقول مادہ پرست جاپانیوں پر بطور سزا وارد ہوا۔ مگر بعد میں انہیں مختلف حلقوں کے زبردست دباؤ اور احتجاج کے نتیجہ میں اپنا یہ بیان واپس لینے اور معافی مانگنے پر مجبور کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ باعمر سابق گورنر ’’شنٹو بدھسٹ‘‘ ہیں۔

دنیا میں رائج مختلف مذاہب کی روایات اور صحائف میں آخری زمانہ کے جس موعود کا ذکر ملتا ہے اس کے زمانۂ ظہور کے نشانات میں اکثر غیر معمولی حوادث، جنگوں، زلازل اور آفات ارضی وسماوی کا ذکر بطور نشان بیان کیا جاتا ہے۔

جاپان کے حوالہ سے ایک محقق John Hogue نے آخری زمانہ کے موعود اقوام عالم کے بارہ میں اپنی کتاب میں لکھا ہے:

Several sects of Japanese Buddhism and Shintism foresee a variant of the Buddhist Maitreya, who is to appear after August 8,1988 (8/8/88).

He is the incarnation of the god of water, Susano.

یعنی جاپانی بدھ مت اور شنٹو مذہب کے کئی فرقے مستقبل میں بدھ مت کے میتریہ کی مانند ایک موعود کی آمد بیان کرتے ہیں جو سال انیس سو اٹھاسی کے آٹھویں مہینے کی آٹھ تاریخ (8/8/88) کے بعد ظاہر ہوگا۔ اس کا آنا ایک طرح سے پانی کے خدا (Susano) کا دوبارہ اس دنیا میں آنا ہوگا۔

"MESSIAHAS:The Visions and Prophecies for the Second Coming".
(شائع کردہ Element Books Ltd. Dorsit. 1999. صفحہ 36۔)

حضرت مسیح موعود علیہ اسلام نے بھی خود کو پانی قرار دیا ہے مگر یہ پانی مادی نہیں بلکہ روحانی ہے جو تشنہ روحوں کو سیراب کرنے والا آبِ حیات ہے۔ یہ پانی تباہی کا پیغام بن کر انسانی زندگیوں کو رات کی تاریکی میں بدلنے والا پانی نہیں بلکہ خدائے واحد و یگانہ کے نور کے پرتَو سے روحانی راتوں کو ایک منور دن میں بدل کر مردہ روحوں کو ایک نئی زندگی عطا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا ؎

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

(درثمین)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ: **خطبہ عید الاضحیٰ** از صفحہ 20

رکھو کہ ان قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتے۔ پس ہمیشہ یادرکھنا چاہئے کہ ہم ہر سال جب عید الاضحیٰ مناتے ہیں تو وہ روح تلاش کریں جو ان قربانیوں کے پیچھے ہونی چاہئے اور ہے اور وہ روح کیا ہے؟ اس کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دے دیا ہے۔ فرمایا وَلٰـكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ لیکن تمہارے دل کا تقویٰ جو ہے وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ قربانی کے اس فلسفے کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ نے شریعت اسلام میں بہت سے ضروری احکام کے لئے نمونے قائم کئے ہیں۔ چنانچہ انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔ پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں۔ لیکن اصل غرض یہی قربانی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ (الحج: 38) یعنی خدا کو تمہاری قربانیوں کا گوشت نہیں پہنچتا اور نہ خون پہنچتا ہے مگر تمہاری تقویٰ اس کو پہنچتی ہے۔ یعنی اس سے اتنا ڈرو کہ گویا اس کی راہ میں مرہی جاؤ اور جیسے تم اپنے ہاتھ سے قربانیاں ذبح کرتے ہو۔ اسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ۔ جب کوئی تقوی اس درجہ سے کم ہے تو ابھی وہ ناقص ہے‘‘۔ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 99 حاشیہ)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

’’قانون قدرت قدیم سے ایسا ہی ہے کہ یہ سب کچھ معرفت کاملہ کے بعد ملتا ہے۔ خوف اور محبت اور قدردانی کی جڑھ معرفت کاملہ ہے‘‘۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اس کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ ’’پس جس کو معرفت کاملہ دی گئی اس کو خوف اور محبت بھی کامل دی گئی‘‘۔ یہی تقویٰ ہے کہ اللہ کا خوف ہو اور اس کی محبت ہو۔ ’’اور جس کو خوف اور محبت کامل دی گئی ہے اس کو ہر ایک گناہ سے جو بیباکی سے پیدا ہوتا ہے نجات دی گئی۔‘‘

پس ہر گناہ سے بچنے کے لئے یہ جو نجات ہے وہ اسی وقت ہوتی ہے جب تقویٰ ہو اور محبت اور معرفت اللہ تعالیٰ کی کامل ہو، اس کا خوف دل میں ہو۔ فرماتے ہیں کہ ’’پس ہم اس نجات کے لئے نہ کسی خون کے محتاج ہیں اور نہ کسی صلیب کے حاجتمند اور نہ کسی کفّارہ کی ہمیں ضرورت ہے۔ بلکہ ہم صرف ایک قربانی کے محتاج ہیں جو اپنے نفس کی قربانی ہے۔ جس کی ضرورت کو ہماری فطرت محسوس کر رہی ہے۔ ایسی قربانی کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔ اسلام کے معنی ہیں ذبح ہونے کے لئے گردن آگے رکھ دینا۔ یعنی کامل رضا کے ساتھ اپنی روح کو خدا کے آستانہ پر رکھ دینا۔ یہ پیارا نام تمام شریعت کی روح اور تمام احکام کی جان ہے‘‘۔ پس یہ ہے اسلام کہ اللہ تعالیٰ کے جو حکم ہیں ان پر پوری طرح عمل کرنے کے لئے تیار ہو جانا اور اس کے لئے ہر بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے تیار ہو جانا۔

فرماتے ہیں کہ: ’’ذبح ہونے کے لئے اپنی دلی خوشی اور رضا سے گردن آگے رکھ دینا کامل محبت اور کامل عشق کو چاہتا ہے اور کامل محبت، کامل معرفت کو چاہتی ہے۔ پس اسلام کا لفظ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حقیقی قربانی کے لئے کامل معرفت اور کامل محبت کی ضرورت ہے نہ کسی اور چیز کی ضرورت۔ اسی کی طرف خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے۔ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ (الحج: 38) یعنی تمہاری (قربانیوں) کے نہ تو گوشت میرے تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ خون بلکہ صرف یہ قربانی میرے تک پہنچتی ہے کہ تم مجھ سے ڈرو اور میرے لئے تقویٰ اختیار کرو‘‘۔ میرے احکامات پر عمل کرو۔

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 152-151)

پس یہ ظاہری نمونے اس روح کو قائم کرنے کے لئے ہیں۔ ورنہ ہمارا جانور قربانی کرنا یہ نیکی نہیں ہے۔ نہ گوشت کھانا نیکی ہے۔ نہ ہی یہ گوشت اور خون اللہ تعالیٰ کو پہنچتا ہے۔ پس ہمیں اپنی ظاہری قربانیوں کے پیچھے وہ روح پیدا کرنی چاہئے جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کامل معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کامل معرفت حاصل کرنے اور ان راستوں پر چلنے کی کوشش کی وجہ سے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کیا تھا۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگئی تھی جبھی وہ قربانی کرنے کے لئے تیار ہوئے تھے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا خدا تعالیٰ سے یہ ایک تعلق اور محبت اور ایمان اور یقین ہی تھا جو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا تھا کہ اگر یہ خدا کا حکم ہے تو میں پھر اپنے بچے سمیت اس قربانی کے لئے تیار ہوں جو خدا تعالیٰ ہم سے لینا چاہتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے حکم کے آگے ہماری جان کی حیثیت ہی کیا ہے، اور بیٹے کا معیار بھی دیکھیں۔ ان ماں اور باپ کی جو تربیت تھی اور خدا تعالیٰ سے جو محبت تھی ان کے سامنے جو عملی نمونہ تھا اس کی وجہ سے اس بیٹے نے باوجود چھوٹی عمر کا ہونے کے، باوجود تقویٰ اور گہری محبت کی گہرائی کے اثرات نہ سمجھنے کے پھر بھی وہ یہی جواب دیتا ہے کہ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ (الصّافات: 103) کہ اے میرے باپ یعنی اے میرے ابّا! جس بات کا تجھے حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کر۔ پس یہ تھے معیار ان باپ، ماں اور بچے کے جن کی یاد میں اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کو ہمیشہ کے لئے قائم فرمادیا۔ اس قربانی کی یاد کو ہمیشہ کے لئے قائم فرمادیا۔ تو یہ قربانی کی یاد اس لئے ہمیشہ کے لئے قائم فرمادی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیوی بچے کو ایک بے آب وگیاہ جگہ میں معمولی خوراک اور پانی کے ساتھ چھوڑ کر ایک ایسی قربانی دی تھی کہ سوائے اس شخص کے جو سب محبتوں کو خدا تعالیٰ کی محبت پہ قربان کرنے والا ہو کوئی ایسا عمل نہیں کرسکتا جس کو بظاہر یہ نظر آ رہا ہو کہ میرا یہ بیٹا اور بیوی اس ویران جگہ میں زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکتے۔ چند دنوں کے بعد ان کا مرنا یقینی نظر آ رہا تھا۔ تبھی تو حضرت ابراہیم شدت جذبات سے حضرت ہاجرہ کی بات کا جواب نہیں دے سکے تھے اور صرف انگلی اٹھا کر آسمان کی طرف اشارہ کر دیا تھا۔ لیکن حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دل بھی نبی کی صحبت کی وجہ سے ہر قربانی کے لئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے گردن آگے رکھنے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔ پس یہ کامل فرمانبرداری کی روح تھی جس نے قربانی دینے کے لئے انہیں تیار کر دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جیسا کہ فرمایا ایسی قربانی کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔ پس یہ قربانی اور کامل اطاعت وفرمانبرداری تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس خاندان کی قبول کی اور ان کو ایک مقام عطا کیا اور اس قربانی کو پھر اللہ تعالیٰ نے بے جزا نہیں چھوڑا۔ بغیر جزا دیئے نہیں چھوڑا۔ نہ صرف ماں بیٹا محفوظ رہے بلکہ کچھ ہی عرصے بعد اس جگہ کے اردگرد آبادی بھی ہوگئی اور پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو ریت کے اس میدان میں چھپے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس سب سے قدیم گھر کی بنیادوں کی نشاندہی کر کے اس کو دوبارہ اپنی بنیادوں پر کھڑا کرنے کا حکم دیا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام دوبارہ آئے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ اس کی تعمیر کا کام کیا۔ تو یہ دونوں باپ بیٹا جب یہ بنیادیں کھڑی کر رہے تھے۔ کام بھی کئے جاتے تھے اور دعائیں بھی کر رہے تھے کہ خدا تعالیٰ اس کو قبول فرمالے۔ اس قربانی کو قبول فرماوے۔ یہ دعائیں بھی کر رہے تھے کہ اب یہ جگہ ہمیشہ آباد رہے اور نہ صرف آباد رہے بلکہ ایسا شہر اس کے گرد بن جائے جو ایک پُرامن اور امن دینے والا شہر ہو۔ جہاں کوئی خون خرابہ نہ ہو۔ اور یہاں کے رہنے والوں کے لئے تیری جناب سے ہر قسم کے پھلوں کا رزق پہنچتا رہے۔ اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمیں بھی ہمیشہ نیکیوں پر قائم رکھ۔ تیرے حضور ہم قربانیوں کے معیار حاصل کرتے چلے جانے والے ہوں۔ اور پھر صرف ہم ہی نہیں بلکہ ہماری اولادوں میں سے بھی ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں جو تیرے کامل فرمانبردار اور قربانی کرنے والے ہوں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہمیں یہ دعائیں ملتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس دعا کے حوالے سے فرماتا ہے کہ حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل علیہ السلام یہ دعا کر رہے تھے رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ۔ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا۔ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (البقرة: 129) اور اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے دو فرمانبردار بندے بنا دے اور ہماری ذریّت میں سے بھی اپنی ایک فرمانبردار امّت پیدا کر دے۔ اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھک جا۔ یقیناً تُو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پس یہ دعا تھی کہ ہمیں ہمیشہ ایسے طریق کی طرف رہنمائی کرتے رہنا جو تیری رضا حاصل کرنے کے طریق ہیں۔ باوجود اس کے کہ ایک بے آب وگیاہ جگہ میں ماں اور بیٹا رہ کر اور باپ اپنے جگر گوشے جو بڑھاپے کی اولاد تھی اور بیوی کو چھوڑ کر قربانی کی ایک بڑی مثال قائم کر چکے تھے اور اللہ تعالیٰ سے یہ خوشنودی حاصل کر چکے تھے جس کا قرآن کریم میں یوں ذکر آتا ہے۔ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ۔ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (البقرة: 125) اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے بعض کلمات سے آزمایا اور اس نے ان سب کو پورا کر دیا تو اس نے کہا مَیں یقیناً تجھے لوگوں کے لئے ایک عظیم امام بنانے والا ہوں۔ پھر بھی یہی عرض کرتے ہیں کہ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا۔ اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھک جا۔ تا کہ کبھی بھی ہم سے کوئی ایسی بات نہ ہو جو ہماری قربانیوں کو ضائع کرنے والی ہو جائے۔ حالات کے مطابق اے اللہ تُو بہتر جانتا ہے کہ کس وقت کس طرح کی قربانی چاہئے۔ پس تیری رہنمائی اور تیری رضا ہی اصل چیز ہے۔ اس سے ہمیں کبھی باہر نہ نکالنا۔ یہ تھیں ان کی دعائیں۔ اور پھر یہ دعا مانگی جس سے آئندہ قیامت تک آنے والی نسل انسانی کی بقا وابستہ ہے۔ اپنی ذریّت میں سے ایک ایسے نبی کے مبعوث ہونے کی دعا مانگی جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام سے بڑھ کر قربانیوں کی مثالیں قائم کرنے والا ہو۔ اور وہ دعا یہ تھی کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (البقرة: 130)

اور اے ہمارے رب تو ان میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کر جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب کی تعلیم دے اور اس کی حکمت بھی سکھائے اور ان کا تزکیہ کر دے۔ یقیناً تُو ہی کامل غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان باپ بیٹے کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تُو اعلان کر دے کہ میں وہی عظیم رسول ہوں جس کی دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کی تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تو یہ دعا کی تھی کہ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا۔ لیکن تُو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ اعلان کر دے کہ میرے پر تو ان قربانیوں اور ان عبادتوں کے تمام معیار ختم ہو گئے ہیں۔ میں وہ کامل انسان اور عظیم رسول ہوں جس پر انسانی استعدادوں کی انتہاؤں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب نئے طریق سیکھنے کا سوال نہیں بلکہ میں اب اِس حد تک خدا میں جذب ہو چکا ہوں کہ میرا اپنا کچھ ہے ہی نہیں۔ سب کچھ خدا کا ہے۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اعلان کرواتے ہوئے فرماتا ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِىْ وَنُسُكِىْ وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِىْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الانعام: 163)۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ:

’’اُن کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری پرستش میری جدوجہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے۔ وہی خدا جو تمام عالَموں کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اوّل المسلمین ہوں۔ یعنی دنیا کی ابتدا سے اس کے اخیر تک میرے جیسا اور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلیٰ درجہ کا فنا فی اللہ ہو جو خدا کی ساری امانتیں اسے واپس دینے والا ہو‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 163-162)

یہ مقام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ کہ اے ہمارے رب ہمیں دو فرمانبردار بندے بنا دے اور ہماری ذریّت میں سے بھی اور پھر دعا کرتے ہیں کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اے ہمارے رب تُو ان میں انہی میں سے عظیم رسول مبعوث کر۔ پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اعلان کیا کہ میں نے تمہاری قربانی اور دعاؤں کو قبول کیا اور یہ عظیم رسول اب اعلان کرتا ہے کہ نہ صرف اس کی عبادتیں اور قربانیاں اب وہ معیار حاصل کر چکی ہیں جو پہلوں کے لئے بھی عدیم المثال ہیں، اس نبی کے زمانے کے لئے بھی ایک مثال ہیں اور بعد میں آنے والوں کے لئے بھی ایسا عظیم اُسوہ ہیں جس سے باہر رہ کر نہ عبادتیں، عبادتیں کہلا سکتی ہیں اور نہ قربانیاں، قربانیاں کہلا سکتی ہیں۔ اور پھر یہ اعلان کیا کہ میں اوّل المسلمین ہوں کہ میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں اور میری مسلمان ہونے کی حالت، میری فرمانبردار ہونے کی حالت، اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ اور اس پر سب کچھ قربان کرنے کا مقام سب سے بلند ہے۔ نہ

میرے سے پہلے اس قسم کا کوئی مقام پا سکا، نہ میرے زمانے میں پا سکتا ہے، نہ میرے بعد پانے والا ہوگا اور یہی آپ کے کامل انسان ہونے کی، آپ کے خاتم الانبیاء ہونے کی حقیقت ہے۔ جس میں دنیا کے سب انسان جو ہیں وہ بھی شامل ہیں اور تمام انبیاء بھی شامل ہیں۔ کوئی اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہ مقام جو آپ کو خدا تعالیٰ نے عطا فرمایا صرف آپ کی ذات تک ہی نہیں تھا بلکہ امّت کو بھی حکم دیا تھا کہ یہ عظیم رسول تمہارے لئے اُسوۂ حسنہ ہے۔ اس لئے اگر اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا دعویٰ ہے تو ان راستوں پر قدم مارو جن کے عظیم نمونے اس عظیم رسول نے قائم فرمائے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تبھی تم حقیقی پیرو کہلا سکتے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’ان کو جو اے رسول تیری پیروی کرنا چاہتے ہیں کہہ دے کہ میری نماز، میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا زندہ رہنا سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ جو میری پیروی کرنا چاہتا ہے وہ بھی اس قربانی کو ادا کر گئے‘‘۔

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 368)

اور پھر ہم نے دیکھا کہ اس عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ان خودسر اور خود پسند اور روحانی لحاظ سے مُردوں کو ایسا زندگی بخش پیغام دیا کہ ان کی خودسری اور خود پسندی کا نام و نشان مٹ گیا اور انہوں نے بھی زندگی اور موت اور اپنی قربانیوں کو خالص فرمانبردار بنتے ہوئے اپنے پیدا کرنے والے خدا کے حضور پیش کر دیا اور اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے آپ کے اُسوے پر چلتے ہوئے وہ نمونے دکھائے کہ مثالیں قائم کر گئے۔ عبادتوں کے وہ معیار قائم کئے کہ جن کی مثال نہ پہلے ملتی تھی، نہ بعد میں اب تک ملتی ہے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو صحابہ تھے، عورتوں نے، مردوں نے مکمل نمونے قائم کئے جو ہمارے لئے ایک مثال بن گئے ہیں۔ راتوں کو زندہ کر دیا۔ جانوں کی قربانی کی ضرورت پڑی تو جانیں دے دیں۔ عبادتیں کرنے لگے تو ساری ساری رات عبادتیں کرتے رہے اور ایسے ایسے طریقے ایجاد کئے کہ جن سے نیند دُور ہو۔ بہرحال قربانیوں کی اعلیٰ سے اعلیٰ مثالیں قائم کرتے چلے گئے جو ہمارے لئے بھی نمونہ ہیں۔ جانی قربانی کی ایک مثال دیتا ہوں کہ کس طرح جان قربان کرنے کے لئے کوشش کی۔

حضرت خالد بن ولید کا واقعہ ہے جب ان کی وفات کا وقت آیا تو وہ رو رہے تھے اور رو رو کر بہت برا حال تھا۔ کسی نے پوچھا کہ کیا موت سے ڈرتے ہیں یا کوئی اور غم ہے۔ آپ تو اسلام لانے کے بعد اسلام کی بڑی خدمت کرتے رہے ہیں۔ ڈر آپ کو کس چیز کا ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو بے اجر نہیں چھوڑے گا۔ کہنے لگے موت کا غم نہیں ہے۔ اس لئے مَیں نہیں رو رہا۔ مَیں نے اسلام لانے کے بعد اسلام کی خاطر اپنی جان قربان کرنے کے لئے خطرناک سے خطرناک جگہوں پر بھی دشمن کا مقابلہ کیا۔ تم ذرا میری ٹانگوں پر سے کپڑا اٹھا کر دیکھو۔ میرے بازو پر سے کپڑا اٹھا کر دیکھو۔ میری کمر پر سے کپڑا اٹھا کر دیکھو۔ میرے سینے پر سے کپڑا اٹھا کر دیکھو۔ میرے تمام جسم کو دیکھ لو۔ کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں زخموں کے نشان نہ ہوں۔ میں نے تو اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی جان قربان کرنے اور شہادت کے شوق میں خطرناک سے خطرناک جگہ پر جا کر لڑنے کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ لیکن آج مجھے رونا اس بات پر آ رہا ہے کہ بستر پر میری موت آ رہی ہے اور میدان کارزار میں نہیں آئی، میدان جنگ میں نہیں آئی۔ کہیں کوئی خدا کی ناراضگی نہ ہو جو مجھے شہادت کا مقام نہیں ملا۔

(ماخوذ از تاریخ دمشق الکبیر جلد 18 صفحہ 197 ذکر من اسمہ خالد، الطبع الاولیٰ، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

تو یہ تھے وہ موتی اور ہیرے جو اس عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوت قدسی سے اپنے ماننے والوں میں پیدا کئے جو تمام زندگی مسلسل قربانیاں دیتے چلے گئے اور اول المسلمین کے حقیقی پیرو بنے۔ جن سے خدا راضی ہوا اور خدا نے رضی اللہ عنہم کہہ کے ان سے راضی ہونے کا اعلان کیا۔ لیکن پھر بھی ان کو یہ فکر ہے کہ ہماری قربانیاں شاید قبول نہیں ہو رہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذریّت میں سے ہمیشہ کے لئے فرمانبرداروں کے پیدا ہونے کی دعا مانگی تھی اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر، آپ کو خاتم الانبیاء بنا کر قیامت تک کے لئے آپؐ کی شریعت کو ہمیشگی بخش دی۔ دوام عطا فرما دیا۔ اور اب احیائے موتی کے نظارے، اپنی قربانیوں سے زندگی حاصل کرنے کے نظارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کے ذریعہ سے ہی ہونے ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے اپنے خطبہ میں بتایا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو احیائے موتی کا چوتھا نظارہ یا چوتھا پرندہ جس نے زندہ ہونا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق اور مسیح و مہدی کے ذریعہ سے ہونا دکھایا تھا۔ کیونکہ یہ مسیح و مہدی ہی ہے جو اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق صادق ہے۔ جس نے اپنے آقا کے اُسوے پر چلتے ہوئے اپنی قربانیاں اور اپنی عبادتیں اور اپنا جینا اور اپنا مرنا خدا کے لئے خالص کر لیا تھا اور اپنی جماعت میں بھی یہ روح پھونکی اور اس کے لئے مسلسل کوشش کی۔

پس آج ہماری قربانی کی عید تبھی حقیقی قربانی کی عید ہو سکتی ہے جب ہم اپنے قربانی کے جانوروں اور عید کی خوشیوں کے پروگراموں کو صرف دیکھنے والے نہ ہوں بلکہ اپنے نفسوں کو قربان کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت کا جؤا مکمل طور پر اپنی گردنوں میں ڈالنے والے ہوں۔ اپنے معیار قربانی بڑھاتے چلے جانے والے ہوں۔ ان قربانیوں کو زندہ رکھنے والے ہوں جو اس زمانے میں دین کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں نے دیں۔ جنہوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر دیئے لیکن اپنے ایمان پر آنچ نہیں آنے دی۔

پس آج ہم عید قربان کی خوشی جہاں اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت میں منا رہے ہوں وہاں ان شہدائے احمدیت اور ان کی اولادوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں جنہوں نے احمدیت اور حقیقی اسلام کی خاطر اپنی جان کے نذرانے پیش کئے اور قربانی کے مفہوم کو سمجھا اور اس کی عملی تصویر بنے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولادوں پر بھی رحم فرمائے اور فضل فرمائے اور دین و دنیا کی حسنات سے ان کو نوازے۔ اور اس بات پر ہم اپنے اس عہد کو بھی ہمیشہ یاد رکھیں جو ہم کرتے ہیں کہ جان مال وقت اور عزت قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہوں گا۔ اس کے لئے بھی ہمیں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔

آجکل انڈونیشیا میں ایک جگہ مینس لور (Manislor) ہے۔ اس کے علاقے میں بڑے سخت حالات ہیں۔ گزشتہ کچھ عرصے سے انڈونیشیا میں بڑے سخت حالات ہیں۔ ہماری کئی مسجدیں گرائی گئی ہیں۔ ان کو نقصان پہنچایا گیا۔ دو دن پہلے بھی دو مسجدوں کو نقصان پہنچایا گیا۔ پولیس نے ہماری بعض مسجدیں سِیل کر دیں۔ پھر احمدیوں کے گھروں پر حملے کئے اور ان کو توڑا پھوڑا گیا۔ کئی احمدیوں کو زخمی کیا۔ پرسوں بھی ایک احمدی کو زخمی کیا تو ان کے لئے بھی دعا کریں کہ یہ سب لوگ جو ان دور دراز کے علاقوں کے رہنے والے ہیں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا۔ آپ کے مسیحیت اور مہدیت کے دعوے کو قبول کیا۔ اس پر قائم ہوئے۔ ایمان کو آپ نے مضبوط رکھا ہے۔ اپنے ایمان پر کسی بھی رشتہ داری اور خوف اور لالچ کو اہمیت نہیں دی۔ وہاں اکثریت غریب لوگوں کی ہے جو مشکل سے اپنے پیٹ پالتے ہیں لیکن ایمان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنے بڑھ گئے ہیں کہ جسمانی نقصان اور موت تو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن روحانی نقصان اور موت کسی بھی صورت میں قبول نہیں کرتے۔ پس یہی احیائے موتی ہے اور یہی احیائے دین ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں قائم فرمایا ہے۔ ہاں جیسا کہ مَیں نے کہا اس روحانی زندگی کے حصول کے لئے بعض دفعہ قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ جانوں کی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ جس کے لئے اس دنیا میں بسنے والا ہر احمدی تیار رہتا ہے اور یہی احیائے دین کی خوبصورتی اور دلیل ہے کہ ایک ہی مقصد کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے پاکستانی احمدی بھی قربانی دے رہا ہے اور انڈونیشین احمدی بھی قربانی دے رہا ہے۔ بنگلہ دیشی احمدی بھی قربانی دے رہا ہے اور سری لنکن احمدی بھی قربانی دے رہا ہے۔ ہندوستانی احمدی بھی قربانی دے رہا ہے اور افریقن احمدی بھی قربانی دے رہا ہے۔ بلکہ اب تو ایسٹ یورپ کے بعض ممالک میں بھی احمدیوں پر حالات تنگ کئے جا رہے ہیں۔ پس یہ عید قربان ان تمام حالات اور قربانیوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اپنے اندر ہمیشہ اس روح کو قائم رکھنے والی ہونی چاہئے کہ ہم کامل اطاعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے کامل فرمانبردار بندے بننے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچی فرمانبرداری کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنا خالص عشق عطا فرماتے ہوئے ہمارے دلوں پر جلوہ گر ہو۔ ہمیشہ ہم سے ہر قسم کی تاریکیاں دُور رہیں اور اس کا نور ہمیشہ ہم پر ظاہر ہوتا کہ ہم قربانیوں کی روح کو ہمیشہ سمجھتے رہیں۔

ابھی خطبہ کے بعد دعا ہوگی انشاء اللہ۔ دعا میں شہداء کو بھی یاد رکھیں جنہوں نے جماعت کی خاطر قربانیاں دیں۔ ان کے بچوں کو بھی یاد رکھیں جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا ہے۔ اسیران کو جو احمدیت کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں ان کو یاد رکھیں۔ احمدیت کی وجہ سے کسی بھی مشکل میں گرفتار جو لوگ ہیں ان سب کو یاد رکھیں۔ مجاہدین اور مبلغین احمدیت کو یاد رکھیں جو احمدیت کے پیغام کو پہنچانے میں مدد دے رہے ہیں۔ دعوت الی اللہ کرنے والوں کو یاد رکھیں جو اپنا وقت اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر قربان کرنے کے لئے دیتے ہیں اور تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ مالی قربانیاں کرنے والوں کو یاد رکھیں۔ تمام احمدیوں کو جو دنیا کے کسی بھی ملک میں بس رہے ہیں ان سب کو یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے فضل اور رحمت کی چادر میں لپیٹ لے۔ مسلمان ملکوں میں جو آجکل حالات ہیں مسلمان، مسلمان کو مار رہا ہے، کاٹ رہا ہے، قتل کر رہا ہے ان کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے اور وہ حقیقی اسلام کو سمجھنے والے ہوں۔ پاکستان کے حالات ہیں، عرب ملکوں کے حالات ہیں، عراق وغیرہ کے حالات ہیں، فلسطین کے حالات ہیں، تمام ملکوں کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان جگہوں پر امن قائم کرے اور ان کو حقیقی اسلامی روح اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ مسیح و مہدی کو ماننے والے ہوں۔ اسی طرح تمام دنیا کے دوسرے ممالک جو ہیں ان کے لئے دعا کریں۔ دنیا کا امن اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے اور آپ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے سے وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق دے کہ اس حقیقت کو سمجھنے والے ہوں۔

ابھی دعا کرتے ہیں لیکن دعا سے پہلے میں آپ کو بھی عید مبارک کہنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے لئے عید ہر لحاظ سے مبارک فرمائے اور دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کو عید مبارک ہو۔ پاکستان میں بھی، انڈونیشیا میں بھی، سری لنکا میں بھی، بنگلہ دیش میں بھی، ہندوستان کے احمدی بھی، افریقہ کے احمدی بھی، یورپ و امریکہ کے بسنے والے احمدی بھی، ہر ایک کو عید مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہر لحاظ سے یہ عید ان کے لئے بے انتہا برکتوں والی ثابت ہو۔ اب دعا کر لیں۔

(دعا کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ عربی میں خطبہ ثانیہ پڑھنا رہ گیا تھا۔ یہ سنت بھی پوری کرنی ضروری ہے۔ چنانچہ حضور نے خطبہ ثانیہ عربی میں پڑھا۔)

☆☆☆☆☆☆☆☆

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر 187)

قارئین الفضل کی خدمت می 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے متعدد واقعات میں سے بعض کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے، اسیران کی رہائی اور شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

....

ربوہ شہر میں
مجلسِ احرار کی کانفرنس

ربوہ، 24/دسمبر 2015ء: 12/ربیع الاوّل کے روز جب عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منائی جاتی ہے مجلسِ احرار نے ربوہ میں ایک ختمِ نبوّت کانفرنس کی اور اس کے بعد ایک بہت بڑا جلوس نکالا۔

2015ء میں ربوہ میں کافی تعداد میں ختمِ نبوت کانفرنسز ہو چکی ہیں۔ ستمبر اور اکتوبر میں بھی کانفرنسز ہوئی، اب بارہ ربیع الاوّل کے روز بھی احمدیوں کے خلاف ایک کانفرنس کی گئی۔ ربوہ شہر میں آکر کہ جس کی آبادی کا پچانوے فیصد سے زائد حصہ احمدیوں پر مشتمل ہے احمدیوں کے بزرگوں اور بڑوں کو سرِ عام گالیاں دینا ان ملّاؤں کا شیوہ بن چکا ہے۔ اس تمام کارروائی سے احمدیوں کو سخت تکلیف پہنچتی ہے۔

مجلس احرار کے بارہ میں یہ بتاتے چلیں کہ یہ لوگ کچھ عرصہ پہلے ہی دوبارہ منظرِ عام پر آئے ہیں۔ 1953ء میں اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن میں جو اِن کا شرمناک کردار رہا اس کے بعد یہ ایک عرصہ تک خاموشی اختیار کیے رہے۔ ان فسادات پر قائم کیے گئے کمیشن میں ان کے بارہ میں صاف طور پر لکھا گیا ہے کہ احرار کے بارہ میں کمیشن کوئی نرم گوشہ نہیں رکھتا کیونکہ انہوں نے ایک مذہبی معاملہ کو اور لوگوں کے جذبات کو اپنے ذاتی مفاد کے حصول کے لئے استعمال کیا ہے۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ جماعتِ احمدیہ کی انتظامیہ نے اس کانفرنس سے کافی عرصہ قبل حکومتی انتظامیہ کو ایک خط میں لکھا تھا کہ یہ کانفرنسز ربوہ کے پُرامن شہریوں کی دلآزاری کا باعث بنتی ہیں اس لئے اس کانفرنس کو منعقد کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ انتظامیہ کو یہ بھی بتایا گیا کہ مجلس احرار اس موقع پر پاکستان میں کسی اور جگہ پر جلوس نہیں نکالتی۔ لیکن اس کے باوجود احرار کو یہ جلوس نکالنے اور کانفرنس کرنے کی اجازت دینے کے ساتھ ساتھ بھاری نفری کے ساتھ ان کی حفاظت کے سامان بھی کیے گئے۔

پنجاب کے اردو اخبارات میں اس کانفرنس کی مشہوری کی گئی۔ کانفرنس کے ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ کی طرف سے جاری کردہ ایک بیان میں درج تھا 'ختمِ نبوّت کانفرنس میں قادیانیوں کی حقیقت بیان کی جائے گی۔ جلوس کے اختتام پر ہونے والی کانفرنس میں انہیں دعوتِ اسلام دی جائے گی۔'

اسی طرح ملّاں کفیل بخاری نائب امیر مجلس احرار کا ایک مغلظات پر مبنی مضمون داہنے بازو سے تعلق رکھنے والے اخبار روزنامہ دنیا میں شائع ہوا جس میں اس نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف نامناسب الفاظ استعمال کیے۔

اس جلوس میں پچیس سو سے تین ہزار کے قریب مرد شامل تھے۔ اس جلوس کے نکالنے سے پہلے کانفرنس ہو چکی تھی لیکن اس کے باوجود یہ جلوس ربوہ کے بازار کے عین درمیان ایوانِ محمود کے سامنے رکا اور یہاں پر مقررین نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف شعلہ انگیز تقاریر کیں۔ یاد رہے کہ تمام کی تمام تقاریر جھوٹ اور ملمع سازی پر مبنی ہوتی ہیں اور ملّاں صاف اور سیدھی بات کو توڑ مروڑ کر بیان کرنے میں خاص 'مہارت' رکھتے ہیں۔ ان تقاریر میں عوام الناس کے جذبات کو مشتعل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ تقاریر میں کہا گیا:

۔قادیانی مرتد ہیں اور جہنمی ہیں۔ (ہمزہ)

۔قادیانی انسان بن جائیں ورنہ ہم ایسی تحریک چلائیں گے کہ قادیانی صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔ (ہمزہ)

۔ تمام قادیانی مصنوعات اور قادیانیوں سے بائیکاٹ کرو۔ (سید بخاری)

۔قادیانی امریکہ، برطانیہ، جرمنی اور اسرائیل کے ایجنٹ ہیں۔ قادیانیوں کی ہر قسم کی فنڈنگ یہود کرتے ہیں۔ (ملّاں مجاہد الحسینی)

مجلس احرار الاسلام کے پبلک ریلیشنز آفس نے ایک پریس ریلیز جاری کی جسے روزنامہ خبریں اور روزنامہ اسلام اور روزنامہ امّت کے 25/دسمبر کے شمارہ میں شائع کیا گیا۔ اس کے کچھ حصے درج ذیل ہیں:

"سالانہ ختمِ نبوّت کانفرنس اختتام پذیر۔

قادیانیوں کو دعوتِ اسلام

چناب نگر میں جلوس نکالا گیا۔ عقیدے کے تحفظ کا عزم۔

ملک کی سلامتی کے لئے خصوصی دعائیں

امریکی۔ یورپی سازشیں ناکام بنائی جائیں۔

عطاء المہیمن بخاری۔ مفتی حسن۔ ضیاء اللہ شاہ۔ فرید پراچہ

چنیوٹ (نمائندہ امت) عالمی مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوّت کے زیر اہتمام چناب نگر کی مرکزی جامع مسجد احرار میں 2 روزہ سالانہ "ختم نبوت کانفرنس" اسلام کی سربلندی، عقیدہ ختم نبوتؐ کے لئے پُرعزم جدوجہد اور پاکستان کی سلامتی کے لئے خصوصی دعاؤں کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئی۔ کانفرنس کے اختتام پر جلوس نکالا گیا اور "قادیانیوں کے ارتدادی مرکز ایوان محمود" کے سامنے قادیانیوں کو ایک بار پھر اسلام کی دعوت دی گئی...... قائد احرار سید عطاالمہیمن شاہ بخاری، مولانا مجاہد الحسینی،...... مفتی محمد حسن،...... سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، جماعت اسلامی کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر فرید احمد پراچہ...... سمیت رہنماؤں اور ممتاز شخصیات نے شرکت و خطاب کیا۔ مقررین نے کہا......قادیانیوں کے بارے میں نرم گوشہ پاکستان کے لئے زہر قاتل ہے۔ ...... اکابر احرار کی جدوجہد اور بصیرت کی وجہ سے پاکستان قادیانی اسٹیٹ بننے سے محفوظ رہا......"

جیسا کے اس خبر سے اندازہ ہو رہا ہے احرار کے علاوہ اس کانفرنس میں جماعتِ اسلامی کے ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، جمعیت علماء اسلام کے عبدالخالق ہزاروی، جامعہ امدادیہ کے مفتی محمد، عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت اور انٹرنیشنل ختم نبوّت موومنٹ کے لیڈرز نے بھی شرکت اور تقاریر کیں۔

تقاریر میں کہا گیا کہ احمدیوں سے ہمدردی پاکستان کے لئے زہر ہے۔ ایک مقرر نے کہا کہ لبرل، سیکولر اور قادیانی لابیاں بین الاقوامی شیطان کی آلہ کار ہیں۔ اپنے علاقے میں موجود دشمن پر کڑی نظر رکھنا ہوگی۔

اس کانفرنس میں بعض ریزولیوشنز بھی پاس کی گئیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

۔'ختم نبوّت' کو سکول کے نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

۔ بیرونی مشنز میں تعینات قادیانیوں کو فوری طور پر ملازمت سے فارغ کر دیا جائے۔

۔ مرتد کی شرعی سزا (قتل) نافذ کی جائے۔

۔ بلاسفمی سے متعلقہ قوانین صحیح طور پر نافذ نہیں ۔ اب تک کسی گستاخ کو سزا نہیں دی گئی۔ گستاخ دندناتے پھرتے ہیں۔

۔ آئینِ پاکستان کی اسلام اور ختمِ نبوّت سے متعلقہ شقیں خطرہ میں ہیں۔ انتظامیہ کو بہادری کے ساتھ ان شقوں کا دفاع کرنا چاہیے۔

احرار کی طرف سے نکالے جانے والا جلوس۔ ایوانِ محمود ربوہ کے سامنے جلسہ کرتے ہوئے

بعض اطلاعات کے مطابق ایک شخص کو جو ایک اور جلوس کا انتظام کروا رہا تھا پولیس نے گرفتار کر لیا کیونکہ اس جلوس کی اجازت انتظامیہ سے حاصل نہیں کی گئی تھی۔ اسے بعدازاں رہا کر دیا گیا۔

پریس میں اس چیز کا بھی ذکر کیا گیا کہ شیخ عبدالواحد اور سید منیر احمد بخاری نامی افراد برطانیہ میں احراریوں کی سرگرمیوں کی نگرانی کر رہے ہیں۔

....

لاہور میں ہونے والے بعض واقعات

لاہور؛ نومبر/دسمبر 2015ء: لاہور میں رہنے والے ایک احمدی چوہدری عبدالعلی کے ساتھ دو واقعات ہوئے۔ پہلا واقعہ 30/نومبر کے روز پیش آیا جب بعض نامعلوم افراد نے عبدالعلی کے گھر کے پچھواڑے ٹوٹی ہوئی قرآنی تختیاں جو کہ پلاسٹک کی تھیں پھینکیں۔ اس کے بعد ایک شخص طاہر نامی ان کے گھر پراپرٹی ڈیلر بن کر آیا۔ اس نے ان سے پوچھا کہ کیا وہ اپنا گھر فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ عبدالعلی اس بات پر محتاط ہوگئے۔ انہیں بہت عجیب لگا کہ انہوں نے کسی سے بھی مکان کی فروخت کے لئے نہیں کہا تو یہ کون خود بخود اس کام کے لئے چلا آیا!

ایک دوسرے واقعہ میں 4/دسمبر کے روز کسی نے سال 2014ء کا کیلنڈر عبدالعلی کی دیوار پر چسپاں کر دیا۔ اس کیلنڈر پر قرآنی آیات، مسجد نبویؐ، مسجد حرام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار مبارک کا عکس چھپا ہوا تھا۔ عبدالعلی ان تمام امور کو لے کر کافی محتاط ہیں۔

ختمِ نبوّت کورس

داہنے بازو کے اخبار روزنامہ اسلام میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گلشن راوی یونٹ کے زیرِ اہتمام کروائے جانے والے ایک ختم نبوّت کورس کا اشتہار شائع کیا گیا۔ یہ کورس 24، 25، اور 26 دسمبر جامع مسجد بیگمہ خان و مدرہ رحمۃ للعالمین ابو بکر صدیقؓ کالونی C-93 بند رڈ لاہور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ملاں عبدالنعیم کے زیرِ انتظام ہو رہا تھا۔ یہ بھی اعلان کیا گیا کہ ملّاں عبدالقیوم نیازی و دیگر بھی وہاں موجود ہوں گے۔ ختمِ نبوّت کورس میں جھوٹے اور غلط طور پر 'احمدیوں' پر اعتراضات کرنے کے 'گُر' سکھائے جاتے ہیں۔

ختمِ نبوت جلوس: اسی اخبار روزنامہ اسلام کے 20/دسمبر کے شمارہ میں 12/ربیع الاوّل کے روز ایک بجے بعد دوپہر گلشن عمر کالونی، گرین ٹان لاہور سے نکالے جانے والے ایک جلوس کا بھی اشتہار شائع کیا گیا۔ پیر ولی اللہ شاہ بخاری نامی ایک شخص نے عالمی پاسبانِ ختمِ نبوّت اور صوبائی پاکستان مسلم لیگ (نواز) علماء و مشائخ ونگ کی جانب سے اس کانفرنس کے انتظامات کروانے کا اعلان کیا تھا۔ ناظمِ اعلیٰ کا نام علامہ محمد ممتاز اعوان قائد عالمی پاسبانِ ختم نبوّت و کنوینئر تحریک ناموسِ رسالت درج تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ واریت کو ہوا دینے والے اس جلوس میں کس طرح سیاسی حلقے سرگرم ہیں۔

شالیمار ٹاؤن، لاہور؛ 14/نومبر 2015ء: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت نے یہاں ختمِ نبوّت انعام گھر کروایا۔ مولوی اللہ وسایا اور عزیز الرحمٰن ثانی بھی اس میں شامل ہوئے۔ اس میں سکول، کالجز اور مدرسوں کے طلباء میں عالمی تحفظ ختمِ نبوّت کورس میں شامل ہونے پر انعامات دیے گئے تھے۔ یہ کورسز فرقہ واریت کو ہوا دینے میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ تین گھنٹے تک جاری رہنے والے اس پروگرام میں دو سو کے قریب افراد شامل تھے۔ پولیس کی نفری بھی یہاں موجود رہی۔ ایسی تقریبات پہلے بھی لاہور شہر میں ہوتی رہی ہیں۔ ان تقریبات میں شامل ہونے والے نوجوان احمدیوں کے خلاف نفرت کے جذبات لے کر اٹھتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

....

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

فجی میں جماعت احمدیہ کا قیام

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21/اکتوبر 2011ء میں شامل اشاعت مکرم فضل اللہ طارق صاحب (امیر جماعت فجی) کی محرّرہ ایک رپورٹ میں فجی میں جماعت احمدیہ کے قیام کی گولڈن جوبلی کے موقع پر ہونے والی تقریبات کا احوال قلمبند کیا گیا ہے۔ اس رپورٹ میں فجی میں جماعت احمدیہ کے قیام کی مختصر تاریخ بھی پیش کی گئی ہے۔

جزائر فجی (Fiji Islands) میں احمدیت کا نام 1925ء کے قریب پہنچا جب چوہدری کاکے خان صاحب کے بڑے بیٹے چوہدری عبدالحکیم صاحب جنرل مرچنٹ کے کاروبار کے سلسلہ میں فجی آئے اور ناندی میں قیام کیا۔ ان کی خط و کتابت حضرت مصلح موعودؓ سے ہوتی رہی۔ اور اُن کا چندہ پہلے قادیان اور پھر ربوہ میں براہِ راست پہنچتا رہا۔ الفضل اور دوسرا مختصر لٹریچر بھی انہیں ملتا رہا۔ محدود سطح پر وہ احمدیت کا پیغام بھی پہنچاتے رہے مگر کوئی جماعت اُن کے ذریعہ قائم نہ ہوسکی۔

1926ء میں تحریکِ شدھی کا اثر ہندوستان سے فجی میں بھی پہنچا جس کی زَد میں بہت سے مسلمان بھی آ گئے۔ اس پر فجی کے مسلمانوں کی ایک نمائندہ جماعت مسلم لیگ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مسلم لیگ نے جمعیت العلماء ہند کو لکھا کہ ہمارے خرچ پر کسی ایسے مسلمان عالم کو فجی بھیجا جائے جو آریہ مذہب سے بھی واقف ہو۔ مگر جمعیت کوئی عملی قدم نہ اٹھاسکی۔ پھر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ایک ممبر مکرم ماسٹر محمد عبداللہ صاحب کی تحریک پر جب فجی مسلم لیگ نے انجمن اشاعت اسلام سے رابطہ کیا تو انجمن کے ایک ممتاز عالم مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب 12 مئی 1933ء کو فجی پہنچے اور انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کے ذریعہ تحریکِ شدھی کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہوئے نہ صرف آریوں بلکہ عیسائی پادریوں کو بھی لاجواب کر دیا۔ لیکن فجی مسلم لیگ کو جب معلوم ہوا کہ وہ (لاہوری) احمدی ہیں تو انہوں نے شدید مخالفت شروع کر دی اور اپنی مسجد سے بھی بے دخل کر دیا۔ تب مرزا صاحب نے اپنے حلقۂ احباب کو تبلیغ کی اور اس طرح فجی میں احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا قیام عمل میں آیا۔ مرزا صاحب قریباً آٹھ ماہ فجی کے سب سے بڑے شہر صووا (جو آجکل فجی کا دارالحکومت ہے) میں رہنے کے بعد ناندی منتقل ہو گئے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے 1956ء میں جزائر فجی کے سفر کی تیاری اور ہندی سیکھنے کے لئے محترم شیخ عبدالواحد صاحب فاضل (سابق مربی چین و ایران) کو ارشاد فرمایا۔ دوسری طرف فجی میں چوہدری عبدالحکیم صاحب کے ذریعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ممبران کو علم ہوا کہ جماعت احمدیہ میں خلافت کا نظام قائم ہے۔ چنانچہ انجمن اشاعت اسلام فجی کے صدر مکرم محمد رمضان خانصاحب 1959ء میں حج بیت اللہ اور زیارتِ مدینہ کے بعد قادیان سے ہوتے ہوئے 18/جولائی کو لاہور میں اپنے داماد انوار رسول صاحب کے گھر قیام پذیر ہوئے۔ اس سفر میں ان کی بیگم صاحبہ اور پوتا بھی ہمراہ تھا۔ حاجی صاحب 14/اگست 1959ء کو اپنی بیٹی اور پوتے کے ساتھ ربوہ تشریف لائے اور ایک ہفتہ یہاں قیام کیا۔ اس دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملاقات کی اور جلد ہی بیعت بھی کر لی۔ پھر واپس فجی آ کر انہوں نے زور شور سے تبلیغ شروع کی اور جلد ہی 30 افراد پر مشتمل ایک جماعت تیار کر لی۔ نیز انہوں نے محترم مولانا شیخ عبدالواحد فاضل صاحب کے لئے جولائی 1960ء میں پرمٹ بھی بھجوا دیا۔ جس پر 6/اکتوبر 1960ء کو شیخ صاحب ربوہ سے روانہ ہوکر 12/اکتوبر کو ناندی پہنچ گئے۔

فجی میں جماعت احمدیہ کے قیام کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' اس رنگ میں بھی پورا ہوا کہ جزائر فجی کے جزیرہ تاوئیونی میں سے انٹرنیشنل ڈیٹ لائن گزرتی ہے۔ یعنی یہاں جب رات کے بارہ بجتے ہیں تو دنیا میں نئے دن کا آغاز ہوجاتا ہے۔ اور یہ بھی کہ ''پیشگوئی مصلح موعود'' کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ ''زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا''۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کے بابرکت دَور میں قائم ہونے والا آخری مشن فجی کا ہی تھا۔

مئی 2011ء میں جماعت احمدیہ فجی کی گولڈن جوبلی کے جلسہ میں عزت مآب کموڈور جوسیاؤ ورَنگے بَیْنی مارا ما، وزیراعظم فجی بھی شامل ہوئے جبکہ مکرم نواب منصور احمد خانصاحب وکیل التبشیر ربوہ کو حضور انور ایدہ اللہ نے اپنا خصوصی نمائندہ مقرر فرمایا۔ جلسہ میں فجی کے تین وزراء، چیف جسٹس، متعدد سرکاری حکّام اور غیرملکی سفارتکار، کئی غیرسرکاری اور مذہبی تنظیموں کے سربراہان سمیت قریباً چھ سو مہمان شامل ہوئے۔ ٹیلی ویژن، ریڈیو اور اخبارات نے اس جلسہ کو مکمل طور پر کوریج دی۔ نیز بیرونی ممالک آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، طوالو، کریباس، ونواتو، کینیڈا اور امریکہ سے بھی احمدی احباب جلسہ میں شامل ہوئے۔

❁ ❁ ❁

مکرم میاں عبدالمجید صاحب بزاز

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 14/اکتوبر 2011ء میں مکرم آصف مجید صاحب کے قلم سے اُن کے والد محترم میاں عبدالمجید صاحب بزاز کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترم میاں عبدالمجید صاحب 1931ء میں قادیان کے قریب گاؤں ڈلّہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم میاں محمد مستقیم صاحب نے 1912ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پائی تھی جبکہ آپ کے تایا حضرت میاں فضل دین صاحبؓ نے 1906ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت پائی تھی۔

قیامِ پاکستان کے بعد مکرم میاں عبدالمجید صاحب کا خاندان حافظ آباد شہر میں سکونت پذیر ہوا۔ بے سروسامانی کی حالت تھی۔ بڑی محنت و مشقت سے زندگی گزرنے لگی۔ سائیکل پر روزانہ قبل از نماز فجر تقریباً 12 میل کا سفر کرنا معمول تھا۔ بلکہ حافظ آباد سے فیصل آباد تک کا ایک سو میل کا سفر بھی ایک عرصہ تک بذریعہ سائیکل کرتے رہے۔

آپ کو فرقان بٹالین میں خدمت کی توفیق بھی ملی جس کے نتیجہ میں آپ نے 'تمغۂ خدمت پاکستان' حاصل کیا۔ آپ جماعت احمدیہ حافظ آباد کے سیکرٹری رشتہ ناطہ بھی رہے۔ آپ میں دعوت الی اللہ کا بیحد جذبہ تھا۔ اگرچہ دنیوی تعلیم بالکل نہ تھی لیکن گفتگو بہت مدلّل کیا کرتے تھے جس سے یہ اندازہ کرنا مشکل تھا کہ آپ اَن پڑھ ہیں۔

1974ء کے فسادات میں جب گھر کو جلوس نے گھیر رکھا تھا تو اس خوف کی حالت میں بھی آپ کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی۔ آپ کی نیک نامی ایسی تھی کہ اہل محلّہ نے اس وقت آپ کا ساتھ دیا اور جلوس کو ناکام جانا پڑا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ میں پکّا احمدی 1974ء میں ہوا تھا۔

خلافت احمدیہ سے عشق تھا۔ اَن پڑھ ہونے کے باوجود MTA پر خلیفۂ وقت کا ہر پروگرام بڑے غور سے دیکھتے خواہ وہ کسی بھی زبان میں ہوتا۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور تہجد گزار تھے۔ مسجد کافی فاصلہ پر تھی لیکن موسم کی پرواہ کئے بغیر نماز فجر کے لئے بھی مسجد جاتے۔ رمضان کے بعد شوال کے روزے بھی ہمیشہ رکھتے۔ نماز باجماعت کا اتنا خیال تھا کہ آخری بیماری سے پہلے تک نماز جمعہ کبھی نہیں چھوڑی۔ بلکہ جب ہسپتال میں داخل تھے تو جمعہ کے روز ڈاکٹر سے زبردستی چھٹی لے کر جمعہ ادا کرنے گئے۔ گزشتہ 15 سال سے اعتکاف کے لئے بیٹھنا آپ کا معمول تھا۔ اپنے خدا کے ساتھ بہت مضبوط تعلق تھا۔ کبھی کسی مخالفت سے نہ گھبراتے۔ بارہا اظہار کرتے کہ میری اپنے خدا سے بات ہوگئی ہے، میرا فلاں کام اب ہوجائے گا۔ آپ کے ملنے والے یہ اظہار کرتے کہ آپ بہت نیک، وضعدار اور خوش لباس تھے۔ ہمیشہ لوگوں کو آپس میں ملانے کی کوشش کرتے۔ جس حد تک ممکن ہوتا ضرورتمند کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرتے۔ اسی ہمدردیٔ خَلق کا نتیجہ تھا کہ غیراز جماعت احباب آپ کی نماز جنازہ میں بھی شریک ہوئے۔ آپ کی وفات 9 ستمبر 2011ء کو ہوئی۔

❁ ❁ ❁

محترم خلیل احمد سولنگی صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28 اکتوبر 2011ء میں مکرم محمود احمد ملک صاحب کے قلم سے محترم خلیل احمد سولنگی صاحب (شہید لاہور) کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

خلیل احمد سولنگی ایسی شخصیت کے مالک تھے کہ جن کی کسی محفل میں موجودگی خوشگوار ماحول پیدا کردیتی تھی۔ آپ عمر میں مجھ سے پندرہ سال چھوٹا ہونے کے باوجود زندگی کے ہر موڑ پر میرے مشیر اور مددگار رہے۔ وہ ہر تقریب میں اس طرح شامل ہوتے کہ دیکھنے والا مہمان اور میزبان کا فرق نہ کرسکتا۔ انہوں نے مشکل حالات میں دامے، درمے، قدمے، سخنے میرا ساتھ دیا اور مَیں نے زندگی میں جب بھی ان کی ضرورت محسوس کی ان کو ہمیشہ اپنے قریب پایا۔

ہمہ صفت موصوف تھے۔ خلافت سے عشق کا تذکرہ ہو، مرکزِ سلسلہ سے تعلق کا پیمانہ ہو۔ غریبوں سے ہمدردی اور ان کی عملی مدد کا پہلو ہو، دوست احباب سے غم خواری کا بیان ہو۔ رشتہ داروں سے حسن سلوک کا معاملہ ہو۔ شہداء کے ورثا کا خیال اور ان کی خبرگیری ہو یا کسی بھی مقامی یا مرکزی تحریک میں شمولیت ہو، خلیل سولنگی ہمیشہ صف اوّل میں نظر آتے تھے۔ آپ چند احباب کے پاس بھی خاصی رقم جمع رکھتے تھے کہ وہ جب بھی کوئی ضرورتمند پائیں اس کی مدد کردیں اور یہ کہ ان کا نام کسی طور پر ظاہر نہ ہو۔

آپ ایک Self Made انسان تھے۔ عملی زندگی کا آغاز واپڈا کی ملازمت سے کیا۔ اس کے بعد ایک معمولی درجہ کی کاروباری زندگی شروع کی۔ اپنی محنت، ہمت، جانفشانی اور دیانت دارانہ روش سے کاروبار میں دن بدن ترقی کرتے گئے۔ اس دوران جماعت اور خدام الاحمدیہ کے لئے عملی طور پر ہمیشہ وقف رہے۔

کاروبار کے سلسلہ میں پہلے گوجرانوالہ سے لاہور اور پھر پاکستان سے امریکہ شفٹ ہو گئے۔ اور جماعت سے اپنے تعلق کو ہمیشہ پختہ سے پختہ تر کرتے رہے اور ہر جگہ جماعت کی خدمت کا کوئی نہ کوئی موقعہ ڈھونڈ لیتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جس قدر رزق میں فراخی عطا کرتا گیا، صدقہ و خیرات اور انفاق فی سبیل اللہ میں ان کے اندر اتنی ہی تیزی آتی رہی۔ اس قدر صائب الرائے تھے کہ ہر شخص ان سے مشورہ کر کے مطمئن ہو جاتا تھا کہ اس سے بہتر اس مسئلے کا کوئی حل ممکن نہ تھا۔ کیونکہ یہ حل اخلاص، کامل مشاہدہ، معاملہ فہمی، تجربہ کاری، دُور اندیشی اور دیانت داری پر مبنی ہوتے تھے۔ جبکہ امراء جماعت کے ساتھ ان کے تعلقات انتہائی خاکساری، عاجزی اور اخلاص پر مبنی ہوتے تھے اور ہر امیر جماعت کے نزدیک وہ جماعت کا اہم اثاثہ تھے۔ جماعتی غیرت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور نظام جماعت کی خلاف ورزی ان کے نزدیک سب سے بڑا اور ناقابل معافی جرم تھا۔ جلسہ سالانہ UK کے موقع پر وہ دنیا کے جس حصہ میں بھی ہوتے اپنی مصروفیات چھوڑ کر فیملی سمیت لندن کا رُخ کرتے۔

❁ ❁ ❁

محترم مولوی محمد اسماعیل اسلم صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3/نومبر 2011ء میں مکرم طاہر احمد مبشر صاحب مربی سلسلہ کے قلم سے اُن کے والد محترم مولوی محمد اسماعیل اسلم صاحب واقف زندگی کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے جو 13/اکتوبر 2011ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پا کر بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے۔

محترم مولوی محمد اسماعیل اسلم صاحب ولد مکرم محمد عبداللہ صاحب (آف مانگٹ اونچا ضلع حافظ آباد) موصی تھے اور حضرت مولوی فضل دین صاحبؓ کے داماد تھے۔ آپ نے دفاتر تحریک جدید کے مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ اپنے محلّہ میں زعیم خدام الاحمدیہ، زعیم انصار اللہ، سیکرٹری مال اور 25 سال سے زائد عرصہ تک صدر محلّہ رہے۔ آپ کو بطور نائب صدر عمومی اور کچھ عرصہ قائمقام صدر عمومی کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔

مرحوم نے اپنے پیچھے چار بیٹے، تین بیٹیاں اور 21 پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں جن میں سے 10 تحریک وقف نَو میں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم ناصر احمد محمود صاحب (حال ناروے) کو سات سال تک نصرت جہاں سکیم کے تحت سیرالیون میں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

❁ ❁ ❁

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15 ستمبر 2011ء میں شامل اشاعت معروف شاعر جناب محمد ابراہیم ذوقؔ کی ایک پُرنصیحت غزل میں سے دو اشعار ہدیۂ قارئین ہیں:

کسی بےکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مر رہا ہو اس کو گر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفسِ امّارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدھا وُ شیرِ نر مارا تو کیا مارا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
April 15, 2016 – April 21, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday April 15, 2016

00:10	World News
00:30	Tilawat: Surah Haa Meem As-Sajda, verses 1-13 with Urdu translation.
00:45	Dars Majmooa Ishteharaat
01:10	Yassarnal Quran: Lesson no. 03.
01:40	Baitul Aman Mosque Inauguration: Recorded on March 04, 2012.
02:10	Spanish Service
02:45	Pushto Muzakarah
03:00	The Significance Of Flags
03:15	Tarjamatul Qur'an Class: Verses 65-81 of Surah Aale Imraan by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu and Arabic. Class no. 39. Rec. January 26, 1995.
04:20	Ilmul Abdaan
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 48.
06:00	Tilawat: Surah Haa Meem As-Sajdah, verses 14-23 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 04.
06:55	Inauguration Of Baitul Ata Mosque: Recorded on March 17, 2012.
07:50	In His Own Words
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on April 09, 2016.
09:55	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail
11:35	Tilawat: Surah Ash-Shams and Surah Al-Lail.
11:45	Seerat-un-Nabi: A discussion about the life of the Holy Prophet Muhammad (saw).
12:30	Live Transmission From Baitul Futuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Futuh
14:35	Shotter Shondhane: Recorded on May 26, 2012.
15:40	Science Kay Naey Ufaq
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:30	Inauguration Of Baitul Ata Mosque [R]
19:30	Open Forum
20:20	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday April 16, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Quran
01:05	Inauguration Of Baitul Ata Mosque
02:10	Friday Sermon: Recorded on April 15, 2016.
03:20	Rah-e-Huda: Recorded on April 09, 2016.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 49.
06:00	Tilawat: Surah As-Sajdah, verses 24-37 with Urdu translation.
06:15	In His Own Words
06:45	Al-Tarteel: Lesson no. 31.
07:15	Jalsa Salana Qadian Address: Recorded on December 29, 2013.
08:15	International Jama'at News
08:45	Story Time: Programme no. 32.
09:00	Question & Answer Session: Rec. May 24, 1997.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Surah Al-Dhuhaa and Surah Al-Alaq.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Maidane Amal Ki Kahani
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana Qadian Address [R]
19:30	Faith Matters: Programme no. 191.
20:30	International Jama'at News
21:05	Rah-e-Huda [R]
22:35	Story Time [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday April 17, 2016

00:05	World News
00:20	Tilawat
00:30	In His Own Words
01:00	Al-Tarteel
01:30	Jalsa Salana Qadian Address
02:30	Story Time
02:50	Friday Sermon: Recorded on April 15, 2016.
04:00	The Bigger Picture: Recorded on March 15, 2016.
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 50.
06:05	Tilawat: Surah Haa Meem As-Sajdah, verses 38-47 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein: Extracts from the writings of the Promised Messiah (as)
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 04.
07:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Class: Recorded on March 03, 2013.
08:05	Faith Matters: Programme no. 191.
09:10	Question And Answer Session: Recorded on April 30, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on December 26, 2014.
12:00	Tilawat: Surah Al-Qadr to Al-Aadiyaat.
12:10	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
12:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 04.
13:00	Friday Sermon: Recorded on April 15, 2016.
14:05	Shotter Shondhane: Recorded on May 26, 2012.
15:05	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Class [R]
16:10	Guftugu – Raza Ali Abdi
16:35	Kids Time: Programme no. 29.
17:25	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:25	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Class [R]
19:30	Live Beacon Of Truth
20:35	Roots To Branches
21:30	Such To Yeh Hai
22:10	Friday Sermon [R]
23:20	Question And Answer Session [R]

Monday April 18, 2016

00:05	World News
00:30	Tilawat
00:45	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein: Prog. no. 26.
01:05	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 04.
01:30	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Class
02:35	Roots To Branches
03:05	Friday Sermon: Recorded on April 15, 2016.
04:15	Such To Ye Hai
04:55	Liqa Maal Arab: Session 82.
06:00	Tilawat: Surah Haa Meem As-Sajdah.
06:10	Dars-e-Hadith: The topic is 'belief in God'.
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 31.
06:55	Inauguration Of Baitul Ghafoor Mosque: Recorded on March 18, 2012.
08:10	International Jama'at News
08:45	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:05	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on November 17, 1997.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on November 20, 2015
11:05	Jalsa Salana Qadian Speech: Recorded on December 27, 2015.
12:00	Tilawat: Surah Al-Qaari'ah to Surah Quraish.
12:10	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 28, 2010.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Jalsa Salana Qadian Speech [R]
15:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: An Urdu discussion on the life and character of the Promisd Messiah (as).
16:00	The Bigger Picture: Rec. February 27, 2016.
16:50	Pandit Lekh Ram
17:30	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	Inauguration Of Baitul Ghafoor Mosque [R]
19:40	Somali Service
20:35	Rah-e-Huda [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:00	Jalsa Salana Qadian Speech [R]
23:40	Hamari Taleem

Tuesday April 19, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel
01:25	Inauguration Of Baitul Ghafoor Mosque
03:25	Friday Sermon
04:25	In His Own Words
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 52.
06:00	Tilawat: Surah Ash-Shooraa, verses 1-12 with Urdu translation.
06:15	Dars Majmooa Ishtehara'at
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 05.
07:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Class: Recorded on March 03, 2013.
09:05	Question And Answer Session: Recorded on April 30, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on April 15, 2016.
12:05	Tilawat: Surah Al-Maa'oon to Surah An-Naas
12:10	In His Own Words
12:40	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 191.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service: Programme no. 09.
15:35	Open Forum
16:10	Pandit Lekh Ram
16:45	Such To Ye Hai
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Class [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on April 15, 2016.
20:30	The Bigger Picture
21:20	Noor-e-Mustafwi: The life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
21:30	Australian Service
22:05	Faith Matters: Programme no, 191.
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday April 20, 2016

00:00	World News
00:15	Tilawat
00:25	Dars Majmooa Ishtihirat
00:50	Yassarnal Quran
01:15	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Class
02:10	Pandit Lekh Ram
02:50	Such To Ye Hai
03:45	Food For Thought
04:20	Australian Service
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 53.
06:00	Tilawat: Surah Ash-Shooraa, verses 13-18 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 26.
07:00	Convocation Of Jamia Ahmadiyya UK: Rec. January 11, 2014.
08:00	The Bigger Picture
08:50	Question And Answer Session: Recorded on February 22, 1987.
09:55	Indonesian Service
10:55	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on April 15, 2016.
12:00	Tilawat
12:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
12:30	Al-Tarteel: Lesson no. 31.
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 21, 2010.
14:10	Bangla Shomprochar
15:10	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:45	Kids Time: Programme no. 29.
16:15	The Significance Of Flags
16:30	Faith Matters: Programme no. 179.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Convocation Of Jamia Ahmadiyya UK [R]
19:30	French Service
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:35	The Significance Of Flags [R]
21:50	Friday Sermon: Recorded on May 21, 2010.
22:55	Intekhab-e-Sukhan: Rec. April 16, 2016.

Thursday April 21, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	In His Own Words
01:05	Al-Tarteel
01:35	Convocation Of Jamia Ahmadiyya UK
02:35	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:05	Open Forum
03:35	Roohani Khazaa'in Quiz
04:00	Faith Matters: Programme no. 179.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 54.
06:05	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:40	Yassarnal Quran: Lesson no. 05.
07:10	Jalsa Session With Dutch Guests: Rec. May 19, 2012.
08:05	In His Own Words
08:35	Tarjamatul Quran Class: Rec. January 18, 1995.
09:55	Indonesian Service
10:55	Japanese Service
11:25	Ilmul Abdaan
12:00	Tilawat
12:10	Dars Majmooa Ishteharaat [R]
12:35	Yassarnal Quran [R]
13:00	Beacon OF Truth: Recorded on April 17, 2016.
14:00	Friday Sermon: Recorded on April 15, 2016.
15:05	Ahmadiyyat In Belize
15:15	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
15:50	Persian Service: Programme no. 46.
16:15	Tarjamatul Quran Class [R]
17:25	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Jalsa Session With Dutch Guests [R]
19:25	Faith Matters: Programme no. 190.
20:40	German Service
21:45	Tarjamatul Quran Class [R]
22:55	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 Friday 15 April, 2016 Issue No. 16

خطبہ عید الاضحیٰ

قربانی کی عید کے پیچھے صرف اتنی سی بات نہیں ہے کہ بکرا ذبح کرلو اور عید کی نماز کے بعد سب سے پہلا یہی کام کرو کہ بکرا ذبح کرنا ہے اس کے بعد اس کا گوشت کھانا ہے۔ اس قربانی کی عید کے پیچھے قربانیوں کی ایک لمبی تاریخ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوئی۔

ہمیں اپنی ظاہری قربانیوں کے پیچھے وہ روح پیدا کرنی چاہئے جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کامل معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذریّت میں سے ہمیشہ کے لئے فرمانبرداروں کے پیدا ہونے کی دعا مانگی تھی اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر، آپ کو خاتم الانبیاء بنا کر قیامت تک کے لئے آپؐ کی شریعت کو ہمیشگی بخش دی۔ دوام عطا فرما دیا۔ اور اب احیائے موتی کے نظارے، اپنی قربانیوں سے زندگی حاصل کرنے کے نظارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کے ذریعہ سے ہی ہونے ہیں۔

آج ہماری قربانی کی عید تبھی حقیقی قربانی کی عید ہوسکتی ہے جب ہم اپنے قربانی کے جانوروں اور عید کی خوشیوں کے پروگراموں کو صرف دیکھنے والے نہ ہوں بلکہ اپنے نفسوں کو قربان کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت کا جؤا مکمل طور پر اپنی گردنوں میں ڈالنے والے ہوں۔ اپنے معیار قربانی بڑھاتے چلے جانے والے ہوں۔ ان قربانیوں کو زندہ رکھنے والے ہوں جو اس زمانے میں دین کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں نے دیں۔ جنہوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر دیئے لیکن اپنے ایمان پر آنچ نہیں آنے دی۔

آج ہم عید قربان کی خوشی جہاں اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت میں منا رہے ہوں وہاں ان شہدائے احمدیت اور ان کی اولادوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں جنہوں نے احمدیت اور حقیقی اسلام کی خاطر اپنی جان کے نذرانے پیش کئے اور قربانی کے مفہوم کو سمجھا اور اس کی عملی تصویر بنے۔

خطبہ عیدالاضحیٰ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 20/دسمبر 2007ء بمطابق 20/فتح 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔
لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ۔ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (الحج:38)۔

اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے۔ ترجمہ ہے کہ: ہرگز اللہ تعالیٰ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ پہنچے گا۔ اسی طرح اس نے تمہارے لئے انہیں مسخر کر دیا ہے تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بنا پر کہ جو اس نے تمہیں ہدایت عطا کی۔ اور احسان کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔

آج ہم عید الاضحیٰ منا رہے ہیں جو قربانی کی عید بھی کہلاتی ہے۔ اس عید پر جن کو توفیق ہے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں۔ پھر حج کرنے والوں کی طرف سے ہزاروں لاکھوں جانور ذبح ہو رہے ہوتے ہیں۔ آج یا کل دنیا میں کروڑوں جانور ذبح ہو رہے ہوں گے۔ لیکن کیا یہ قربانی اور عید کی خوشیاں جو ہیں جو ہم عید پہ مناتے ہیں یہی اس عید کا مقصد ہیں؟ یہ بکرے اور بھیڑیں ذبح کرنا اور خود بھی باربی کیو سے لطف اٹھانا، ان کے گوشت سے تکّے بنا کر اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کو بھی اپنے ساتھ اس میں شامل کرنا، کیا یہی اس قربانی کا مقصد ہے؟ کیا یہ کوئی ایسا کام ہے جس پر اللہ تعالیٰ بہت خوش ہو اور بات پر مسلمانوں سے کہہ رہا ہے کہ آج میں تم پر بہت خوش ہوں کہ تم بکرے اور بھیڑیں اور گائیاں اور بعض لوگ اونٹ بھی ذبح کرتے ہیں، یہ جانور ذبح کر رہے ہو۔ کیا صرف یہاں آ کر دو رکعت عید کی نماز پڑھ لی اور پھر مجبوری سے طوعاً وکرہاً خطبہ سن لیا اور پھر جلدی گھروں کی طرف دوڑ لگائی کہ جا کر جانور ذبح کرنا ہے۔ اکثر ملک جہاں جانور ذبح کرنے کی اجازت ہے لوگ خود جانور ذبح کرتے ہیں۔ یورپ میں تو اس طرح اجازت نہیں ہے لیکن بعض جگہ یہاں بھی کرتے ہیں۔ اور پھر ہم یہ سمجھ لیں کہ خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے ایک اہم فریضہ ہم نے سرانجام دے لیا۔ پاکستان میں بھی مَیں نے دیکھا ہے بلکہ بعض دفعہ بعض لوگ ربوہ میں بھی یہ کرتے ہیں کہ جب ہم عید پڑھ کر واپس آ رہے ہوتے تھے، عید کے پانچ سات منٹ بعد ہی جب آ رہے ہوتے تو بعض لوگ اتنے تھوڑے عرصے کے اندر اندر ہی اپنے جانور ذبح کر کے بیٹھے ہوتے تھے۔ وہاں تو یہاں کی طرح پابندی نہیں جیسا کہ مَیں نے کہا۔ اسی طرح افریقن ممالک میں بھی جہاں چاہے ذبح کرلو کوئی ضروری نہیں ہے کہ خاص جگہ ہو۔ سڑک کے کنارے ذبح کر لئے جاتے ہیں۔ اکثر آپ میں سے جانتے ہیں بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ عید کی نماز پڑھ کر جتنی بھی جلدی آ جاؤ سڑکوں پر بڑے جانور گائے وغیرہ بھی ذبح کی ہوئی نظر آتی ہیں بلکہ بعض تو جانوروں کی کھال بھی اتار کر بیٹھے ہوتے ہیں اور یہاں تک کہ گوشت کی کٹائی بھی ہو رہی ہوتی ہے۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایسے لوگ اور خاص طور پر قصاب، اکثریت تو مسلمان ہی ہوتے ہیں بلکہ ہوتے ہی مسلمان ہیں جن سے قربانی کروائی جاتی ہے، یا تو عید کی نماز نہیں پڑھتے یا کم از کم خطبہ نہیں سنتے اور جانوروں کو ذبح کرنے کی فکر ہوتی ہے کہ جائیں گے اور جانور ذبح کر کے قربانی کا گوشت کھانا ہے اور صرف یہ سنّت پوری کرنی یاد رہ جاتی ہے کہ عید الاضحیٰ پر یا قربانی کی عید پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے بعد قربانی کے گوشت سے ناشتہ تناول فرمایا کرتے تھے۔

(سنن الترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی الاکل یوم الفطر قبل الخروج حدیث نمبر542)

یہ بات ہم میں سے بہت سے بھول جاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کی جو عید ہے، یہ جو عید الاضحیٰ ہے اس کی روح کو سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے اور اپنی اُمّت میں اس روح کو قائم کرنے کے لئے تعلیم دینے والے تھے۔ قربانی کی عید کے پیچھے صرف اتنی سی بات نہیں ہے کہ بکرا ذبح کرلو اور عید کی نماز کے بعد سب سے پہلا یہی کام کرو کہ بکرا ذبح کرنا ہے اس کے بعد اس کا گوشت کھانا ہے۔ اس قربانی کی عید کے پیچھے قربانیوں کی ایک لمبی تاریخ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھ آپ کی بیوی اور بیٹا شامل ہوئے۔ جس میں حضرت ہاجرہ نے بھی حصہ لیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بھی حصہ لیا اور جس کی انتہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں آ کر مکمل ہوئی اور آپ کے صحابہ نے بھی آپ کے فیض سے حصہ لیتے ہوئے اس کی مثالیں قائم کیں۔

پس ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ہر سال جو عید آتی ہے اس سے ہم اپنے روحانی معیار کس طرح بلند کر سکتے ہیں۔ اپنی قربانیوں کے معیار کس طرح بلند کر سکتے ہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے ان بکرے، دنبے، گائے وغیرہ ذبح کرنے سے کوئی غرض نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کے لئے انسان کو پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ تو وہ مقصد پورا کرنے والے انسان دیکھنا چاہتا ہے ورنہ یہ گوشت وغیرہ جو ہیں یہ اگر صرف ذبح کرنے کی نیت سے ہی کئے جا رہے ہیں تو یہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے جیسا کہ میں نے ابھی تلاوت کی ہے کہ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا یاد

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں